عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۲۰ | یکم تا ۷ محرم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۱ / مارچ ۲۰۰۲ء | شمارہ نمبر ۴۳

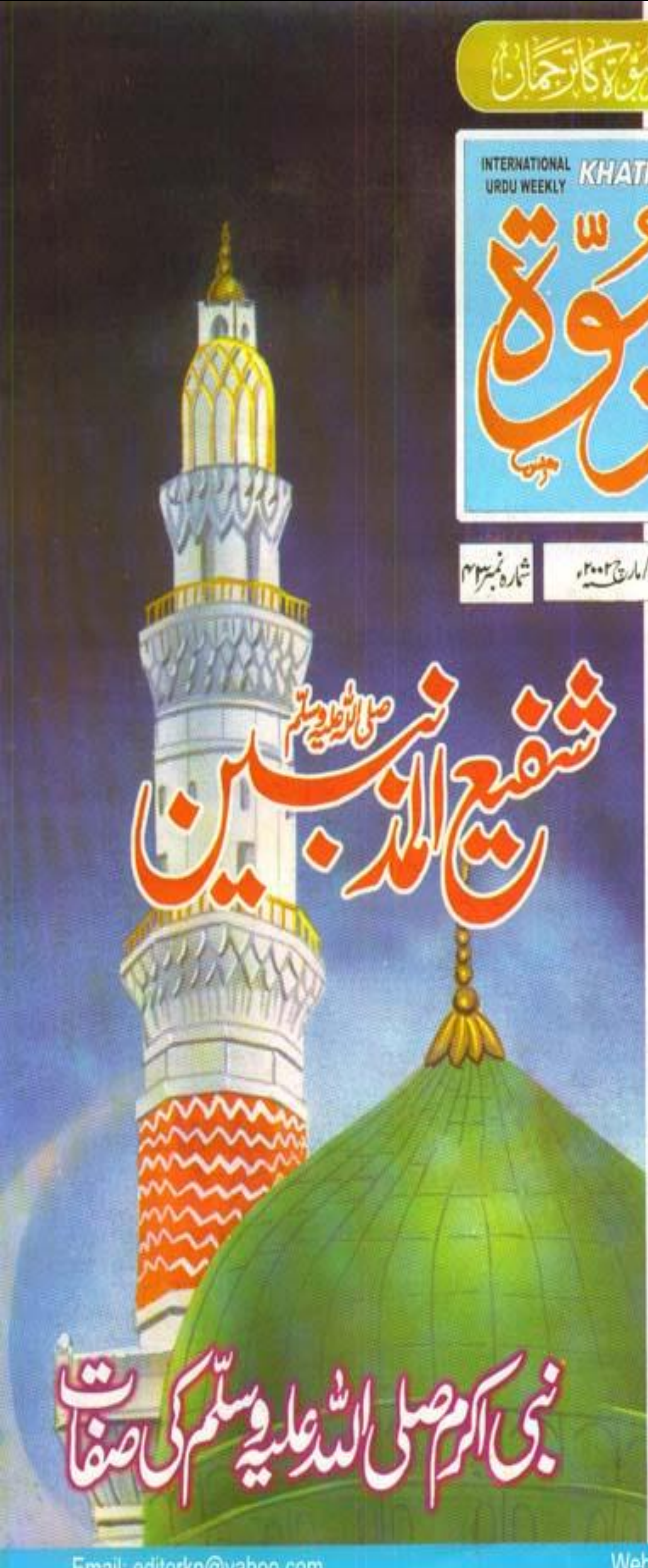

شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

نماز کی اہمیت

عشق و وفا

مثیلِ مسیح یا مسیح موعود

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

کسی نبی یا ولی کو وسیلہ بنانا کیسا ہے:

س:...... قرآن شریف میں صاف صاف آیا ہے کہ جو کچھ مانگنا ہے مجھ سے مانگو، لیکن پھر بھی یہ وسیلہ بنانا کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

ج:...... وسیلہ کی پوری تفصیل اور اس کی صورتیں میری کتاب ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' حصہ اول میں ملاحظہ فرمالیں۔ بزرگوں کو مخاطب کرکے ان سے مانگنا تو شرک ہے، مگر خدا سے مانگنا اور کہنا کہ: یا اللہ! بطفیل اپنے نیک اور مقبول بندوں کے میری فلاں مراد پوری کردیجئے یہ شرک نہیں۔

صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۳۷ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ دعا منقول ہے:

''اے اللہ! ہم آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ توسل کیا کرتے تھے، پس آپ ہمیں باران رحمت عطا فرماتے تھے، اور (اب) ہم اپنے نبی کے چچا (عباسؓ) کے ذریعہ توسل کرتے ہیں، تو ہمیں باران رحمت عطا فرما۔''

اس حدیث سے توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم اور توسل باولیاء اللہ دونوں ثابت ہوئے۔ جس شخص سے توسل کیا جائے اسے بطور شفیع پیش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

بحق فلاں دعا کرنے کا شرعی حکم:

س:...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں دعا کرنا کیسا ہے؟ کیا قرآن وسنت سے اس کا ثبوت ملتا ہے؟

ج:...... بحق فلاں اور بحرمت فلاں کے ساتھ دعا کرنا بھی توسل ہی کی ایک صورت ہے، اس لئے ان الفاظ سے دعا کرنا جائز اور حضرات مشائخ کا معمول ہے: ''حصن حصین'' اور ''الحزب الاعظم'' ماثورہ دعاؤں کے مجموعے ہیں، ان میں بعض روایات میں ''بحق السائلین علیک، فان للسائل علیک حقا'' وغیرہ الفاظ منقول ہیں، جن سے اس کے جواز واستحسان پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔ ہماری فقہی کتابوں میں اس کو مکروہ لکھا ہے۔ اس کی توجیہ بھی میں ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' میں کرچکا ہوں۔

توفیق کی دعا مانگنے کی حقیقت:

س:...... توفیق کی تشریح فرمادیجئے دعاؤں میں اکثر خدا سے دعا کی جاتی ہے کہ اللہ فلاں کام کرنے کی توفیق دے۔ مثال کے طور پر ایک شخص یہ دعا کرتا ہے کہ اللہ مجھے نماز پڑھنے کی توفیق دے مگر وہ صرف دعا ہی پر اکتفا کرتا ہے اور دوسروں سے یہ کہتا ہے کہ جب مجھے توفیق ہوگی تب میں نماز شروع کروں گا۔ اس سلسلے میں وضاحت فرمادیجئے تاکہ ہمارے بھائیوں کی آنکھوں پر پڑا ہوا توفیق کا پردہ اتر جائے۔

ج:...... توفیق کے معنی ہیں کسی کار خیر کے اسباب من جانب اللہ مہیا ہوجانا، جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تندرستی عطا فرما رکھی ہے اور نماز پڑھنے سے کوئی مانع اس کے لئے موجود نہیں، اس کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتا بلکہ صرف توفیق کی دعا کرتا ہے وہ درحقیقت سچے دل سے دعا نہیں کرتا بلکہ نعوذ باللہ دعا کا مذاق اڑاتا ہے، ورنہ اگر وہ واقعی اخلاص سے دعا کرتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ نماز سے محروم رہتا۔

کسب معاش کے آداب:

س:...... قرآن وسنت کی رو سے مستقبل کی منصوبہ بندی (اپنی ذات کے لئے) کیسی ہے؟ یعنی جائز ذرائع سے مستقبل کے لئے دولت کا جمع کرنا، اپنی آئندہ نسلوں کے لئے کوششیں کرنا؟ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رازق اور خالق ہے۔ میری مراد یہ نہیں کہ انسان ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہے بلکہ بہتر مستقبل کی منصوبہ بندی اور اس کے لئے کوششیں کرنا ہے۔ مولانا صاحب اس سے ہمارے معاشرے میں کافی برائیاں پیدا ہورہی ہیں۔

ج:...... جو شخص حلال ذریعہ سے مال کمائے اور شریعت نے مال کے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں وہ بھی ٹھیک طور پر ادا کرتا رہے، اس کے ساتھ یہ کہ مال کمانے میں ایسا منہمک نہ ہو کہ آخرت کی تیاری سے غفلت اور فرائض شرعیہ کی بجاآوری میں سستی واقع ہوجائے، ان تین شرائط کے ساتھ اگر مال کماکر اولاد کے لئے چھوڑ جائے تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر ان تین میں سے کسی ایک شرط میں کوتاہی کی تو یہ کمایا ہوا مال اس شخص کے لئے قبر میں بھی اور حشر میں بھی وبال جان ہوگا۔ مال کے بارے میں کتاب وسنت کی تعلیمات کا خلاصہ میں ذکر کردیا۔ اس کی شرح کے لئے ایک دفتر چاہئے۔

http://www.khatme-nubuwwat.org

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مدیر اعلیٰ: مولانا عزیز الرحمن جالندھری
نائب مدیر اعلیٰ: مفتی محمد جمیل خان
مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرپرست اعلیٰ: حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ
سرپرست: حضرت سید نفیس الحسینی مدظلہ

جلد: ۲۰ یکم تا ۷ محرم ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۵ تا ۲۱ مارچ ۲۰۰۲ء شمارہ ۴۳

☆ بیاد ☆

☆ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
☆ خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
☆ مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
☆ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
☆ محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
☆ فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
☆ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
☆ امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
☆ حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
☆ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا عبدالرحیم اشعر' مفتی نظام الدین شامزئی' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' علامہ احمد میاں حمادی' مولانا منظور احمد الحسینی' صاحبزادہ طارق محمود' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا' ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ' منظور احمد ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم' محمد فیصل عرفان

زر تعاون بیرون ملک
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا: ۱۹۰ ڈالر
یورپ' افریقہ: ۱۶۰ ڈالر
سعودی عرب' متحدہ عرب امارات' بھارت' مشرق وسطیٰ ایشیائی ممالک: ۹۰ امریکی ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ: ۷ روپے
ششماہی: ۱۷۵ روپے
سالانہ: ۳۵۰ روپے

چیک/ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بولٹن مارکیٹ برانچ کراچی اکاؤنٹ نمبر 300487-0 کراچی' پاکستان ارسال کریں

اس شمارے میں

میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں (اداریہ) 4
شفیع المذنبین (علامہ سید سلیمان ندویؒ) 6
عشق و وفا (مفتی خالد محمود) 9
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات احادیث نبویؐ میں (حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ) 16
نماز کی اہمیت (عبدالناصر) 19
مثیل مسیح یا مسیح موعود (مولانا تاج محمدؒ) 20
آنحضرت ﷺ کی حضرت معاذؓ کو نصیحتیں (صاحبزادہ حافظ محمد سعید لدھیانوی) 22
مرزائیت و یہودیت (مولانا تاج محمدؒ) 24
اخبار ختم نبوت 26

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazoori Bagh Road, Multan.
Ph:583486-514122 Fax:542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi
Ph:7780337 Fax:7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں کس کے ہاتھ پر اپنا لہو تلاش کروں؟

ہندوستان میں تقسیم ہندوپاک کے بعد رونما ہونے والے بدترین مذہبی فسادات میں ہندوؤں کے ہاتھوں ان سطور کے لکھے جانے تک سرکاری اعداد و شمار کے مطابق پانچ سو افراد جبکہ بھارتی سیاسی جماعت کانگریس کے دعوے کے مطابق اب تک آٹھ سو افراد ہلاک ہو چکے ہیں‘ جبکہ غیر سرکاری تجزیہ نگار کے مطابق ہزاروں مسلمانوں کی ہلاکت کا اندیشہ ظاہر کیا جا رہا ہے۔ ہندوستان کے سرکاری اعداد و شمار تو ظاہر ہے کہ ان فسادات میں ہلاک ہونے والوں کی مجموعی تعداد کو ظاہر کریں گے اور ان میں بھی مسلمانوں کی شہادتوں کی تعداد کو کم سے کم رکھنے کی بھرپور کوشش کی جائے گی‘ لیکن یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ان فسادات کا اصل نشانہ مسلمان ہیں۔ ان فسادات کے حوالے سے اخبارات نے جو خبریں شائع کیں ان کی صرف سرخیاں ہی اصل صورتحال کی وضاحت کے لئے کافی ہیں‘ ملاحظہ فرمائیے:

”جنونی ہندوؤں نے مزید ۳۵ مسلمان زندہ جلا ڈالے‘ دو قصبوں کو آگ لگا دی‘ مرنے والوں کی تعداد ۴۵۰ ہو گئی

سردار پور کی مساجد شہید‘ مسلمانوں کے مکانات و دوکانیں جلا دی گئیں‘ مسلمانوں کو چھرا مار کر شہید کر دیا گیا

(بھارتی) گجرات میں جلی ہوئی عمارتوں سے درجنوں لاشیں برآمد

۸۰۰ ہلاک ہوئے‘ کانگریس کا بیان

پالم پور میں مزید ۱۳ افراد کو زندہ جلا دیا گیا‘ جنونی ہندوؤں نے دو بچوں کے سامنے ان کے والدین کو زندہ جلا دیا

فوج کی تعیناتی کے باوجود گجرات میں ہندو بلوائیوں کا تشدد‘ مزید ۱۵ مسلمانوں کو زندہ جلا دیا گیا

گجرات: ہندو بلوائیوں نے عمر رسیدہ خاتون کا گلا کاٹ دیا‘ برطانوی اخبار آبزرور

ہندوؤں نے ۸۰ سالہ قدیم مسجد شہید کر کے ہنومان کا بت رکھ دیا

گجرات میں بلوائیوں کے پھر حملے‘ ۸ مسلمان جلا دیئے گئے‘ ۳۰۰ دوکانیں لوٹ لیں“۔ (روزنامہ جنگ ۳ تا ۶ مارچ ۲۰۰۲ء)

اس قسم کے واقعات نے جہاں بھارت کے نام نہاد سیکولر ریاست ہونے کی قلعی کھول دی ہے وہاں اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ سیکولرازم کی دعویدار اور جمہوریت کا راگ الاپنے والی بھارتی حکومت درحقیقت وہ کٹر ہندو حکومت ہے جو متعصب ہندوؤں کے متعین کردہ ایجنڈہ کی تکمیل کے لئے کام کر رہی ہے۔ اب تک بھارت میں مسلمانوں کا جو قتل عام ہوا ہے اس پر عالمی برادری نے مجرمانہ خاموشی اختیار کر رکھی ہے حالانکہ پاکستان سمیت دیگر اسلامی ممالک میں اگر خدانخواستہ ایسا کوئی واقعہ کسی مذہبی اقلیت کے خلاف رونما ہو جاتا تو ایک طوفان برپا ہو جاتا اور چیخ چیخ کر آسمان سر پر اٹھا لیا جاتا۔ اقلیتوں کی بدحالی اور ان پر مظالم کا رونا رونے والے بھارت میں مسلمانوں کے قتل عام کو کس کھاتے میں ڈالیں گے؟ کیا یہ اقلیتوں پر ظلم نہیں؟ لیکن کیا کیا جائے ”وہی منصف وہی قاتل“ والی صورتحال اس وقت مسلمانوں کو درپیش ہے۔ بے گناہ فلسطینی مسلمان آئے دن اسرائیل کی متعصب یہودی حکومت کے مظالم کا نشانہ بن کر اپنی جانوں کے نذرانے پیش کر رہے ہیں اور آزادی کی ایک نئی تاریخ رقم کر رہے ہیں لیکن اقوام عالم کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ یہ درحقیقت اس بات کا برملا اظہار ہے کہ تمام اقوام مسلمانوں کے مقابلہ میں جمع ہو چکی ہیں۔ دنیا میں جہاں کہیں مسلمان مارے جاتے ہیں یا ان پر مظالم ہوتے ہیں تو اس پر یہ اقوام خاموشی اختیار کر لیتی ہیں لیکن جیسے ہی ان کے کسی بھائی بند کے ساتھ کوئی واقعہ کسی مسلم ملک میں رونما ہوتا ہے تو اس ملک کے خلاف ان کا میڈیا فوراً حرکت میں آ جاتا ہے اور پروپیگنڈے کے ذریعہ اس کے خلاف وہ کچھ کیا جاتا ہے جس میں اخلاقی حدود تک کا پاس نہیں کیا جاتا۔ ہم بھارت کے موجودہ حالات کے پیش نظر اس مطالبہ میں حق بجانب ہیں کہ بھارتی حکومت فوری طور پر بھارتی مسلمانوں کے قتل عام اور انہیں زندہ جلا دینے‘ ان کی املاک کو نذر آتش کرنے اور مساجد کو شہید کرنے اور ان میں بت رکھے جانے کے واقعات کا سدباب کرے۔ اسی طرح انتہا پسند ہندوؤں کی سرگرمیوں کی روک تھام کرے اور بابری مسجد کے قضیے کے غیر جانبدارانہ تصفیہ کی راہ ہموار کرے۔

امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ اور حکومت پاکستان کا موقف

گزشتہ دنوں امریکی محکمہ خارجہ نے مختلف ممالک میں حقوق انسانی کی صورتحال سے متعلق اپنی سالانہ رپورٹ جاری کی۔اس رپورٹ میں پاکستان کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا گیا تھا ان پر حکومت پاکستان کا موقف پیش خدمت ہے:

''پاکستان میں انسانی حقوق پر امریکی رپورٹ مسترد
حکومت کے اہم اقدامات کا ذکر تک نہیں کیا گیا'
امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ حقائق کے منافی اور نا قابل قبول ہے

اسلام آباد (اے پی پی) پاکستان نے حقوق انسانی کی صورت حال پر امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ کو نا قابل قبول اور حقائق کے منافی قرار دیتے ہوئے مسترد کر دیا ہے۔دفتر خارجہ کے ترجمان نے منگل کو ایک بیان میں کہا کہ امریکی محکمہ خارجہ کی رپورٹ غلط اور غیر ذمہ دارانہ ہے جس میں حکومت پاکستان کی جانب سے حقوق انسانی کے تحفظ و فروغ کے لئے کئے گئے اہم پالیسی اقدامات کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔اقلیتوں کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے مخلوط طرز انتخاب اختیار کیا گیا۔ترجمان نے کہا کہ ان تمام اقدامات کے باوجود امریکی رپورٹ میں حقوق انسانی کی صورت حال کو بدستور خراب قرار دینا نا قابل قبول اور حقائق کے منافی ہے۔اس صورت حال میں حکومت' پاکستان سے متعلق اس رپورٹ کو مسترد کرتی ہے۔'' (روزنامہ''جنگ'' کراچی ۶/مارچ ۲۰۰۲ء)

اس رپورٹ میں پاکستان کے حوالے سے جن خیالات کا اظہار کیا گیا تھا اس پر ہمارا تبصرہ وہی ہے جو حکومت پاکستان کے موقف کا ابتدائی حصہ ہے۔گزشتہ دنوں قادیانی اقلیت کے حوالے سے جو مطالبہ آئینی ترامیم کے خاتمہ کے حوالے سے کیا گیا تھا ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ رپورٹ اس کا تسلسل ہے۔بہرحال حکومت نے جس جرأت سے اس رپورٹ کو مسترد کیا ہے اللہ کرے اس جرأت کا مظاہرہ دیگر اسلامی معاملات کے حوالے سے بھی کیا جاتا رہے۔البتہ مخلوط طرز انتخاب کے بارے میں ہم یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ بعض اقلیتوں کی خواہشات کے مطابق تو ہو سکتا ہے مگر یہ ملک کی مسلم اکثریت کی خواہشات کے قطعی خلاف ہونے کی وجہ سے فوری طور پر ختم کئے جانے کا مستحق ہے۔اس لئے مسلم اکثریت کے حقوق کا پاس کرتے ہوئے مخلوط طرز انتخاب کے فیصلے کو تبدیل کیا جانا چاہئے۔

ملک میں مذہب سے متعلق متنازعہ مواد کی تقسیم

کافی عرصہ سے ملک میں قادیانی اور عیسائی لابی ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت تبلیغ اور مذہب سے متعلق متنازعہ مواد کی تقسیم میں ملوث ہے۔گزشتہ دنوں اس حوالے سے مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی جس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیانی اور دیگر غیر مسلم لابیاں ہمارے ملک میں دین اسلام کو ختم کرنے کے لئے کس حد تک فعال اور سرگرم ہیں' ملاحظہ فرمائیے:

''چنیوٹ: متنازعہ مواد تقسیم کرنے والا گروہ گرفتار' تمام ملزمان کے خلاف ۲۹۵سی کے تحت مقدمہ درج

چنیوٹ (نمائندہ خبریں) متنازعہ مواد تقسیم کرنے والے گروہ کے سرغنہ عبدالناصر کو لاہور سے گرفتار کر لیا گیا۔ملزم واپس امریکہ جانے والا تھا......ملزم نے محمد رفیق' مظفر احمد اور محمد زاہد کے ہمراہ مواد تقسیم کیا۔پولیس نے تمام ملزموں کو زیر دفعہ ۲۹۵سی کے تحت مقدمہ درج کر کے گرفتار کر لیا ہے اور متنازعہ لٹریچر اپنے قبضے میں لے لیا ہے۔'' (روزنامہ''خبریں'' کراچی یکم مارچ ۲۰۰۲ء)

ہم ماضی میں بھی یہ مطالبہ کرتے رہے ہیں اور اب بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ان سازشوں کا قلع قمع کیا جائے اور ان کے پس پردہ عناصر کو بے نقاب کر کے قوم کے سامنے لایا جائے تاکہ قوم کو اندازہ ہو سکے کہ وہ کون عناصر ہیں جو ملک کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کر رہے ہیں اور ملک کو بے دینی اور اسلام دشمنی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔اس پر سنجیدگی سے غور اور پوری قوت بروئے کار لا کر عمل کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ سید سلیمان ندویؒ

روز محشر میں جب جلال الٰہی کا آفتاب پوری تمازت پر ہوگا' اور گناہگار انسانوں کو امن کا کوئی سایہ نہیں ملے گا۔ اس وقت سب سے پہلے فخر موجودات' باعث خلق کائنات' سید اولاد آدمؑ' خاتم الانبیاؑ و رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہاتھوں میں لوائے حمد لے کر اور فرق مبارک پر تاج شفاعت رکھ کر گناہگاروں کی دستگیری فرمائیں گے۔

لفظ ''شفاعت'' اصل لغت میں ''شفع'' سے نکلا ہے' جس کے معنی جوڑا بننے' ایک کے ساتھ دوسرے کے ہونے کے ہیں' چونکہ شفاعت اصل میں یہی ہے کہ ''کسی درخواست کنندہ اور عریضہ گزار کے ہم آہنگ ہو کر کسی بڑے کے سامنے اس کی عرض و درخواست کو قبول کر لینے کی خواہش کا اظہار کرنا'' آپ کی شفاعت بھی یہی ہوگی کہ آپ گناہگاروں کی زبان بن کر ان کی طرف سے خداوند ذوالجلال کے اذن سے اس کے سامنے ان کی بخشش و مغفرت کی درخواست پیش کریں گے' سورۂ اسراء میں ہے:

''قریب ہے کہ خدا تجھے مقام محمود میں اٹھائے۔''

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تمام صحیح روایتوں میں متعدد صحابہ کبارؓ سے منقول ہے کہ مقامِ محمود سے مراد رتبۂ شفاعت ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انسؓ نے شفاعت کے تمام واقعات بیان کر کے یہ آیت بالا تلاوت کی' پھر حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا: ''یہی وہ مقام محمود ہے جس کا تمہارے پیغمبر سے وعدہ کیا گیا ہے''۔ صحیح مسلم میں ہے کہ بصرہ کے کچھ خوارج' جو گناہ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی سمجھتے ہیں' یعنی ان کے حق میں شفاعت کے اثر کے قائل نہیں' مدینہ منورہ آئے' یہاں مسجد نبوی میں حضرت جابر بن عبداللہ صحابیؓ قیامت کے واقعات بیان کر رہے تھے' ان میں سے ایک صاحب نے بڑھ کر کہا: ''اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی! آپ یہ کیا فرما رہے ہیں! خدا تو قرآن میں یہ کہہ رہا ہے؟'' یہ کہہ کر قرآن پاک کی ایک آیت پڑھی' جس کا یہ مطلب ہے کہ دوزخی جب دوزخ سے نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں ڈال دیئے جائیں گے۔ حضرت جابرؓ نے پوچھا: ''تم نے قرآن پڑھا ہے؟'' اس نے جواب دیا: ''ہاں'' فرمایا تم نے اس مقام محمود کا حال سنا ہے؟ جس میں اللہ تعالیٰ تمہارے پیغمبر کو مبعوث کرے گا' اس نے کہا ہاں سنا ہے' فرمایا تو یہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محمود ہے' جس کے ذریعہ سے خدا دوزخ سے جس کو نکالنا چاہے گا نکالے گا' یہ سن کر ایک کے سوا باقی سب اپنے اپنے عقیدۂ باطل سے تائب ہو گئے اور بولے کہ: کیا یہ بوڑھا صحابیؓ رسول پر جھوٹ بولے گا؟

بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

''قیامت کے روز ہر امت اپنے اپنے پیغمبر کے پیچھے چلے گی' اور کہے گی کہ اے وہ! خدا کی درگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے؟ یہاں تک کہ شفاعت کا معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے گا' یہی وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود میں اٹھائے گا'

حضرت جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص اذان سن کر یہ دعا مانگے گا کہ: اے خدا جو پوری دعا اور کھڑی ہونے والی نماز کا مالک ہے' محمدؐ کو وسیلہ اور فضیلت اور وہ مقام محمود عطا فرما جس کا تو نے وعدہ فرمایا' تو قیامت کے دن اس کے لئے میری شفاعت اترے گی۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہر نبی کو کوئی نہ کوئی مستجاب دعا دی گئی' میں نے اپنی اس دعا کو اپنی امت کے لئے چھپا رکھا ہے' پھر فرمایا ہے کہ مجھ کو دیگر انبیاؑ پر چند فضیلتیں عطا ہوئیں ان میں سے ایک یہ کہ مجھے شفاعت عطا کی گئی' (یعنی شفاعت اولین)

موطا امام مالک اور صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ سے متعدد تابعیوں نے یہ متفقہ روایت نقل کی ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ: ''ہر نبی کو ایک مقبول دعا مانگنے کا موقع عطا کیا گیا تو انہوں نے وہ دعا مانگ لی اور وہ قبول کر لی گئی' لیکن میں نے اپنی دعا کا یہ موقع قیامت کے دن کے لئے چھپا رکھا ہے اور وہ اپنی امت کی شفاعت ہے'' فرمایا کہ ''میں سب سے پہلا شفیع ہوں گا اور سب سے پہلا وہ شخص جس کی شفاعت قبول کی جائے گی'' اور فرمایا کہ ''میں پہلا ہوں گا جو جنت کی شفاعت کرے گا۔

اس دن جب دنیا کی گناہگاریاں اپنی عریاں صورت میں نظر آئیں گی' اور آدم کی اولاد ترساں و

لرزاں کسی شفیع کی تلاش میں ہوگی' کبھی آدم علیہ السلام کا سہارا ڈھونڈے گی' کبھی نوح وابراہیمؑ کو یاد کرے گی' کبھی موسیٰؑ وعیسیٰؑ کی طرف بیتابانہ لپکے گی' مگر ہر جگہ نفسی نفسی کی آواز بلند ہوگی۔ بالآخر شفیع المذنبین سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیں گے اور تسکین کا پیام سنائیں گے۔

حدیث کی اکثر کتابوں میں خصوصاً صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ' حضرت انسؓ بن مالک' حضرت جابرؓ بن عبداللہ' حضرت حذیفہؓ سے متعدد طریقوں سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک مجلس میں بیان فرمایا کہ: "قیامت کے ہولناک میدان میں لوگوں کو ایک شفیع کی تلاش ہوگی' لوگ پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے اور کہیں کہ آپؑ ہمارے باپ ہیں' خدا نے آپ کو اپنے ہاتھوں پیدا کیا اور آپ میں اپنی روح پھونکی' اور فرشتوں کو آپ کو سجدہ کا حکم دیا' آپ خدا کے حضور میں ہماری سفارش کیجئے؟ وہ جواب دیں گے کہ میرا یہ رتبہ نہیں' میں نے خدا کی نافرمانی کی تھی' آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ ہوا تھا اور نہ ہوگا' نفسی نفسی وائے میری جان! اے میری جان! لوگ حضرت نوح کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ روئے زمین کے پہلے پیغمبر ہیں' (جن سے دعوت کا کام لیا گیا) خدا نے آپ کو شکرگزار بندہ کا خطاب دیا ہے' آج خدا کے حضور ہماری سفارش کیجئے' وہ کہیں گے کہ ہمارا یہ رتبہ نہیں' آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ کبھی ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا' مجھ کو ایک مستجاب دعا کا موقع عنایت ہوا تھا' وہ اپنی قوم کی تباہی کے لئے مانگ چکا' نفسی نفسی!! تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ' مخلوق ان کے پاس جائے گی اور اپنی وہی درخواست پیش کرے گی کہ آپ تمام انسانوں میں خدا کے دوست ہوئے' اپنے پروردگار سے شفاعت کیجئے' وہ بھی کہیں گے میرا یہ رتبہ نہیں' آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ کبھی ہوا اور نہ کبھی ہوگا' نفسی نفسی! تم موسیٰؑ کے پاس جاؤ' لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس جائیں گے' اور کہیں گے کہ اے موسیٰؑ! آپ خدا کے پیغمبر ہیں' خدا نے اپنے پیغام وکلام سے آپ کو لوگوں پر برتری بخشی ہے' اپنے خدا سے ہمارے لئے سفارش کیجئے' کیا آپ ہماری مصیبتوں کو نہیں دیکھتے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سے کہیں گے کہ آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا' میں نے ایک ایسے شخص کو قتل کیا جس کے قتل کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا نفسی نفسی! تم لوگ عیسیٰؑ کے پاس جاؤ' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاکر لوگ کہیں گے کہ اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ خدا کے وہ رسول ہیں جس نے گہوارہ میں کلام کیا' اور کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں' اپنے پروردگار سے ہماری سفارش کیجئے' وہ بھی کہیں گے یہ میرا رتبہ نہیں' آج خدا کا وہ غضب ہے جو نہ کبھی ہوا اور نہ ہوگا' نفسی نفسی! تم محمدؐ کے پاس جاؤ' مخلوق آپؐ کے پاس آئے گی اور کہے گی: اے محمدؐ! آپ خدا کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں' اور وہ ہیں جس کے اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہیں' آپ اپنے پروردگار سے ہماری شفاعت کیجئے۔ آپؐ اٹھ کر عرش کے پاس آئیں گے اور اذن طلب کریں گے' اذن ہوگا تو سجدہ میں گر پڑیں گے' آپؐ کے سامنے وہ کچھ کھول دیا جائے گا جو کسی اور کے لئے نہیں کھولا گیا' اللہ تعالیٰ اپنے محامد اور تعریفوں کے وہ معنی اور وہ الفاظ آپؐ کے دل میں القا فرمائے گا جو اس سے پہلے کسی کو القا نہ ہوئے' آپ دیر تک سربسجود رہیں گے پھر آواز آئے گی اے محمدؐ! سر اٹھاؤ' کہو' سنا جائے گا' مانگو دیا جائے گا' شفاعت کرو' قبول کی جائے گی' عرض کریں گے الٰہی! امتی امتی! خداوند! میری امت' میری امت حکم ہوگا' جاؤ جس کے دل میں جو کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو نجات ہے۔ آپؐ خوش خوش جائیں گے اور اس کی تعمیل کرکے اور پھر حمد وثنا کرکے عرض پرداز ہوں گے اور سجدہ میں گر پڑیں گے' پھر صدائے غیب آئے گی کہ اے محمدؐ! سر اٹھاؤ' کہو' سنا جائے گا' مانگو' دیا جائے گا' شفاعت کرو' قبول ہوگی۔ عرض کریں گے الٰہی امتی امتی! حکم ہوگا جاؤ' جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہو وہ بخشا گیا۔ حضرت جائیں گے اور پھر واپس آکر عرض گزار ہوں گے' حمد وثنا کریں گے اور سربسجود ہوں گے' آواز آئے گی جاؤ' جس کے دل میں چھوٹی سی چھوٹی رائے کے برابر ایمان ہو' اس کو بھی دوزخ سے نکالوں گا۔ آپ پھر جاکر واپس آئیں گے اور گزارش کریں گے اور حمد وثنا کرکے سجدہ میں گر پڑیں گے' پھر ندا آئے گی اے محمدؐ! سر اٹھاؤ' کہو سنا جائے گا' مانگو دیا جائے گا' شفاعت کرو' قبول ہوگی' عرض کریں گے جس نے بھی تیری یکتائی کی گواہی دی اس کی شفاعت کا اذن عطا ہو۔ صدا آئے گی اس کا اختیار تم کو نہیں' لیکن مجھے اپنی عزت وکبریائی اور اپنی عظمت وجبروت کی قسم ہے! میں دوزخ سے ہر اس شخص کو نکالوں گا جس نے مجھے ایک کہا اور اپنے لئے دوسرا معبود نہیں بنایا۔ من قال لا الہ الا اللہ

کمزور انسانوں کو تسکین کا یہ پیام محمد رسول اللہ کے سوا کس نے سنایا۔

(ماخوذ از سیرۃ النبی جلد سوم)

☆☆..........☆☆

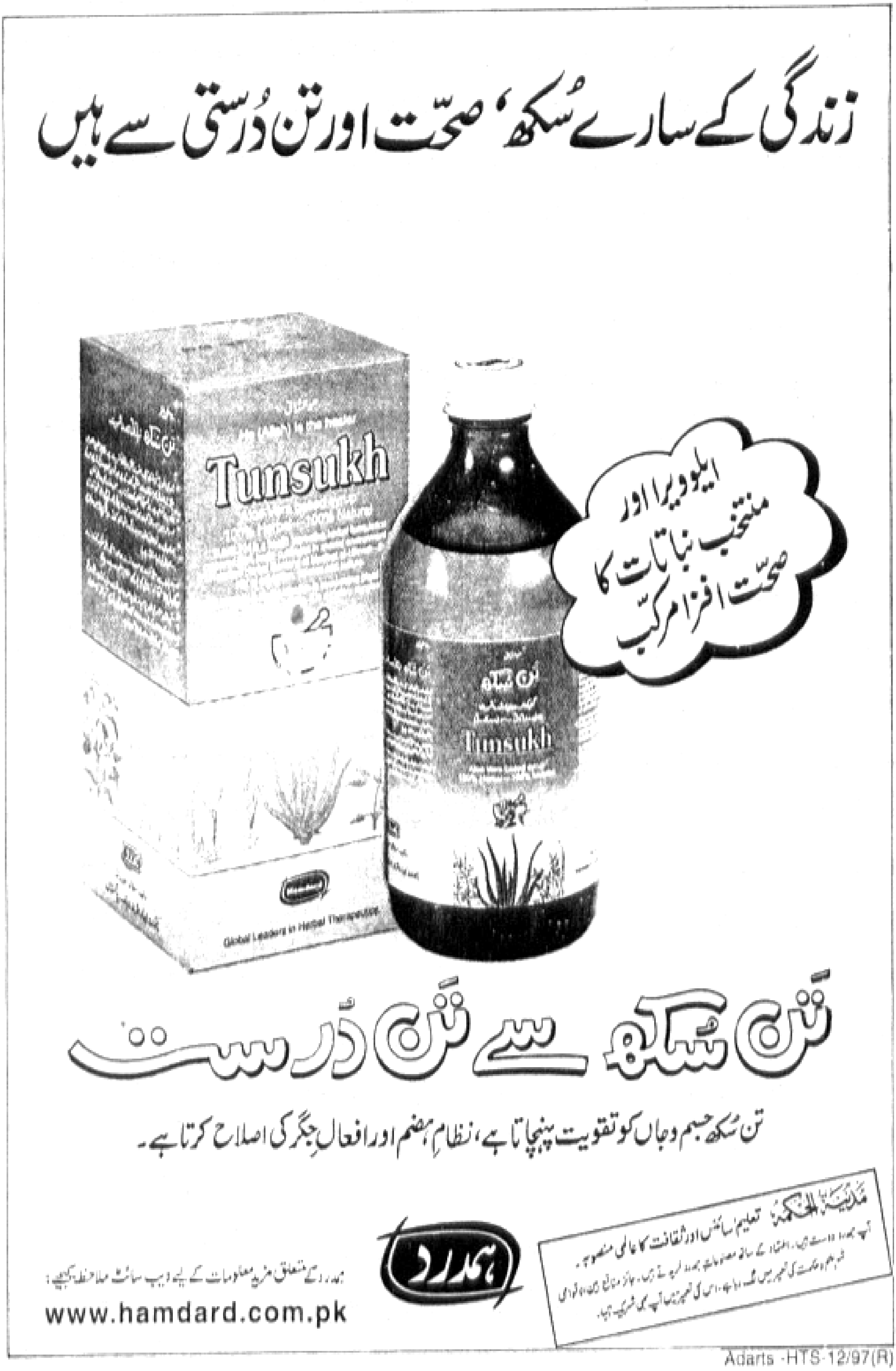
زندگی کے سارے سُکھ، صحت اور تن دُرستی سے ہیں
Tunsukh
ایلوویرا اور منتخب نباتات کا صحت افزا مرکّب
Global Leaders in Herbal Therapeutics
تن سُکھ سے تن دُرست
تن سُکھ جسم وجاں کو تقویت پہنچاتا ہے، نظامِ ہضم اور افعالِ جگر کی اصلاح کرتا ہے۔
ہمدرد کے متعلق مزید معلومات کے لیے ویب سائٹ ملاحظہ کیجیے:
www.hamdard.com.pk
ہمدرد
مدینۃ الحکمۃ تعلیم سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ
Adarts -HTS-12/97(R)

عشق و وفا

مفتی خالد محمود

رات کی تاریکی میں دو سائے تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے مکہ سے دور چلے جا رہے تھے ان میں سے ایک بڑے اطمینان و سکون سے محو سفر تھا جبکہ دوسرے کے انداز سے بے پناہ اضطراب ظاہر ہو رہا تھا وہ کبھی تو دوسرے کے آگے چلنا شروع کر دیتا کبھی پیچھے پھر اسے کوئی خیال آتا اور وہ دائیں طرف دوسرے کے ساتھ چلنے لگتا لیکن معاً بائیں طرف آ جاتا' اس کی حرکات اور بار بار جگہ بدلنے سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ بہت بے چین اور مضطرب ہے اور اسے کسی خطرہ کا احساس ہے کہ وہ اس طرح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے' ان دونوں میں سے ایک تو وہ تھا جس کے سر ختم نبوت کا تاج رکھا گیا تھا جو اللہ کا محبوب اور حبیب تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے زیادہ فضیلت عطا فرما کر امام الانبیاء قرار دیا اور تمام رسولوں کا سردار بنایا تھا' جس کو اللہ تعالیٰ نے اس خطرناک وقت اور پرخطر راستے میں بھی سکون و اطمینان کی اس دولت سے نوازا تھا کہ کسی حرکت و ادا سے بے چینی کا اظہار نہیں ہوتا تھا۔ دوسرا شخص وہ تھا جو جذبہ عشق سے سرشار سراپا وفا بنا ہوا اپنے آقا کے نقش قدم سے ہدایت پاتا ہوا ساتھ چلا جا رہا تھا' یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے صدائے حق پر لبیک کہہ کر اسے سینے سے لگایا تھا ہاں یہ وہی بنو تیم کا سردار ابوبکرؓ تھا جسے اب صدیق کے لقب کے ساتھ رضی اللہ عنہ کا مژدۂ جانفزا بھی حاصل ہو چکا تھا جو صاف محسوس کر رہا تھا کہ اس ہجرت کے سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں قریش کی کیسی کیسی بلائیں چلی آ رہی ہیں مگر اس عاشق صادق نے ایک لمحہ بھی تو فکر پر ضائع نہیں کیا اور خدا کے حبیب' دو جہاں کی سردار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمرکابی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اس پرخار راہ پر وجد کرتے ہوئے چل پڑے تھے جس نے یقین کامل کی دولت لئے ہوئے آخرت کا گھر بسانے کے لئے اپنا گھربار اور بیوی بچوں کو خیرباد کہا تھا' جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر انسان کامل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو لئے تھے کہ آپ پوری قوت سے یقین دلا رہے تھے کہ: ''لوگو! میرے پیچھے آؤ گے تو خدا سے جا ملو گے۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ اضطراب و بے چینی اپنی ذات کے لئے نہ تھی انہیں اپنا کوئی غم نہیں تھا انہیں فکر تھی کہ میرے آقا' میرے سردار' میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی آنچ نہ آنے پائے' کوئی انجانے میں انہیں گزند نہ پہنچائے' ان کے بدلے ہر مصیبت کو وہ اپنے آپ پر لینے کے لئے تیار تھے یہ اضطراب اس قدر بڑھا کہ فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسے محسوس کیا تو دریافت فرمایا:

''ابوبکرؓ! کیا بات ہے تم کبھی میرے آگے چلنے لگتے ہو' کبھی پیچھے' کبھی دائیں اور کبھی بائیں یہ اضطراب کیوں ہے؟''

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے جب یہ خیال آتا ہے کوئی پیچھے سے آپ کے تعاقب میں ہوگا تو میں پیچھے چلنے لگتا ہوں' جب آگے کی طرف سے کوئی خطرہ پیش آنے کا خیال آتا ہے تو آگے چلنے لگتا ہوں' دائیں بائیں خطرہ کا سوچتا ہوں تو دائیں طرف اور بائیں طرف چلنے لگتا ہوں۔''

حضرت ابوبکرؓ نے یہ جواب دیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہارا خیال یہ ہے کہ کوئی آفت آئے تو میرے بجائے تم پر آئے؟''

''جی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی چاہتا ہوں۔''

دو نفوس قدسیہ پر مشتمل مختصر سا قافلہ جبل ثور کی طرف رواں دواں تھا جو مکہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر تھا' اندھیری اور بھیانک رات' سنگلاخ راستہ' کہیں کہیں خطرناک موڑ' ہولناک نشیب و فراز' پتھروں کی دھاریں اور سنگریزوں کی نوکیں' پہاڑ کی سر توڑ چڑھائی پائے مبارک زخمی ہو چکے تھے اور چلتے چلتے کبھی کبھی ٹھوکر لگتی تو زخموں کی تکلیف بڑھ جاتی۔ جاں نثار ابوبکر رضی اللہ عنہ سے برداشت نہ ہو سکا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کاندھوں پر اٹھا لیا۔ سنگلاخ زمین اور پتھروں کی نوکوں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں بھی زخمی تھے اور سنگریزوں کی تیز نوکیں آپ کے پاؤں کو لہولہان کئے دے رہی تھیں' مگر آپ ان سنگریزوں پر اس طرح چل رہے تھے جیسے پھولوں کی سیج پر' اور ہلتے جلتے بھی نہ تھے کہ مبادا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہو۔

غار کے دہانے پر پہنچے تو خدا اور خدا کے رسولؐ پر جان نچھاور کرنے والے نے کہا:

"اے اللہ کے رسولؐ! آپ تھوڑی دیر غار سے باہر آرام فرمایئے میں ذرا غار کو صاف کرلوں۔"

یہ کہہ کر وہ بے تابانہ آگے بڑھا اور بے خطر اس غار میں کود پڑا جو اپنی ہولناکیوں کے ساتھ منہ کھولے سامنے تھا' اسے کیا فکر تھی؟ کہ اس میں سانپ بچھو اور زہریلے حشرات الارض ہوں گے جو اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتے ہیں۔

غار میں پہنچ کر اس جاں نثار نے اپنی جیب و گریبان کی دھجیاں کرڈالیں اور ان دھجیوں سے غار کے تمام سوراخ بند کرنا شروع کردیئے جن سے کسی بھی وقت کوئی موذی جانور نکل کر گزند پہنچا سکتا تھا' جیب و دامن کی ان دھجیوں کی قیمت کا کوئی اندازہ لگا سکتا ہے؟ ساری کائنات مل کر بھی تو ان دھجیوں کے ایک دھاگے کی قیمت نہیں بن سکتی۔

غار کے تمام سوراخ بند کرنے اور غار کی صفائی کرنے کے بعد عقیدت و محبت سے لبریز آواز غار کے اندر سے آئی:

"آقا تشریف لایئے اب کوئی خطرہ نہیں۔"

آفتاب و ماہتاب ہدایت غار میں داخل ہوئے اور اس گمنام غار کی قسمت بدل گئی وہ اپنی سعادت پر ناز کرنے لگا' اب تو عقیدت و احترام سے قیامت تک اس کے تذکرے ہوں گے' دور دراز علاقوں سے اس کی زیارت کے لئے لوگ آیا کریں گے' پانچ میل کی طویل مسافت اور پہاڑ کی چڑھائی سے تھوڑی تھکاوٹ ہے' جاں نثار نے دستہ بستہ عرض کی یارسول اللہ! آرام فرمالیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے' صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زانو کو محبوب خدا کا تکیہ بننے کی سعادت حاصل ہوئی آج وہ بھی اپنی قسمت پر نازاں تھا۔

سفر ہجرت میں قدم قدم پر امتحان اور حضرت ابوبکر صدیقؓ عشق و وفا کا پیکر بنے ہوئے ہر امتحان میں بڑی خوش اسلوبی سے کامیاب ہوتے جارہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے قیمتی امانت تمام لوگوں سے چھین کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں ڈال دی گئی تھی' اور اس پر ان کا دل کیف و سرور میں جھوم رہا تھا بہت بڑا امتحان اس جاں نثار کی جاں نثاری کا منتظر تھا۔

اللہ کے حبیب کو آرام فرما ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ رفیق غار نے دیکھا ایک بل بند ہونے سے رہ گیا ہے اور ایک زہریلا ناگ پھن پھیلائے اس میں سے جھانک رہا ہے' جان لیوا خطرہ ہی دیکھ کر صدیق اکبرؓ کے جذبہ ایثار میں کچھ اور اضافہ ہوگیا اور وہ جسم و جان کی قربانی کے لئے بے قرار ہوگئے' کوئی حرکت کئے بغیر پاؤں بل کے منہ پر رکھ دیا سانپ جس کی فطرت ڈسنا ہے' اس نے زہریلے دانت پاؤں میں گڑدیئے اور زہر کی آتشیں لہروں نے بدن میں دوڑ کر پورے خون کو کربناک بنادیا' پورا جسم کانٹوں اور شعلوں پر گھسنتا ہوا محسوس ہونے لگا مگر آزمائش کی ایمان افروزیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ شدت درد کے باوجود وہ مجسم سکون بنے رہے' ان کے ہونٹ سل گئے' چیخ و پکار تو کیا ایک آہ بھی تو نہ نکلی' تڑپ اور بے قراری تو کجا ایک جھرجھری بھی نہیں لی' صرف ایک آنسو ٹپکا جس نے بدر کامل سے زیادہ منور چہرۂ انور پر پھیل کر مقدس رخسار مبارک کو چوم لیا' جاں نثار کی آنکھ سے بہنے والا یہ آنسو ایسا قیمتی موتی بن گیا جس کی کوئی قیمت نہیں چکا سکتا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چونک کر بیدار ہوگئے' صدیق اکبر کے متغیر چہرہ پر نظر پڑی' آنکھوں کو اشک آلود پایا تو انسانیت کے درد میں ڈوبی ہوئی آواز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس ہونٹوں پر طلوع ہوئی اور دریافت فرمایا:

ابوبکرؓ! کیا بات ہے؟

یہ شیریں آواز سن کر چند لمحوں کے لئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو بھول گئے اور انہیں احساس نہیں رہا کہ وہ اس قدر تکلیف دہ صورت حال سے دوچار ہوچکے ہیں' چند لمحوں بعد عقیدت و شوق سے لبریز لہجہ میں گویا ہوئے:

"کچھ نہیں یارسول اللہ' میرے پاؤں میں سانپ نے ڈس لیا ہے۔"

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعاب مبارک اس جگہ پر لگادیا درد کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا یہ لعاب دہن مبارک ایسا پاکیزہ مرہم تھا جو کسی طبیب و حکیم اور ڈاکٹر کی دکان سے میسر نہیں آسکتا' یہ اس ہستی کے لعاب دہن کا خداداد اعجاز تھا جس سے وحی کے پھول جھڑتے اور پیغام خداوندی کے انوار ٹپکتے تھے۔

امتحانات میں کامیابی کے مراحل طے کرتے ہوئے صدیق اکبر غار ثور میں قدرت خداوندی کا مشاہدہ کررہے تھے' پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت تمام تر رعنائیوں کے ساتھ ان کے سامنے جلوہ افروز تھی' انسان کامل کا وہ لامتناہی بلندیوں پر دیکھ رہے' اسی طرح خانوادۂ صدیق کے افراد بھی اپنی قوت ایمانی کا مظاہرہ کررہے تھے' وہ آتش انتقام کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گھرے ہوئے تھے مگر ان کے دل اطمینان کی دولت سے لبریز تھے' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس اسلام لاتے وقت چالیس ہزار درہم تھے جو ان کے خون پسینہ کی کمائی تھی' اسلام لانے کے بعد یہ دولت اسلام کے لئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف ہوچکی تھی۔

ہجرت کے وقت پانچ چھ ہزار درہم گھر میں موجود تھے وہ سب اٹھالے گئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کام آئیں گے مگر کیا مجال جو صدیقی گھرانے کے افراد میں سے کسی کے دل میں یہ خیال آیا ہو کہ اس طرح تنہا چھوڑ کر جاتے وقت تو یہ رقم چھوڑ جاتے بلکہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد

ابوقحافہ نے اسماء رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ تمہارے ابا تمہارے لئے کچھ چھوڑ کر گئے ہیں؟ تو صرف ان کی تسلی کے لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے طاقچہ میں پتھر ڈال کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور دادا کا ہاتھ پکڑ کر جو بینائی سے معذور ہو گئے تھے ان پر پھرا دیا کہ ان کو تسلی ہو جائے اور وہ پریشان نہ ہوں۔ اس نازک اور کسمپرسی کے عالم میں یہ قوت ایمانی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کا خاصہ اور ان کا حصہ ہے۔

رات ڈھل چکی ہے دن نکل آیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی گمشدگی کی خبر پورے مکہ میں پھیل چکی ہے' قریش کی مختلف ٹولیاں آپ کی تلاش میں ماری ماری پھر رہی ہیں کوئی جگہ' کوئی مکان' کوئی پہاڑ کوئی میدان انہوں نے ایسا نہ چھوڑا جہاں آپ کو تلاش نہ کیا گیا ہو مگر آپ کا کوئی سراغ نہیں ملا مایوس ہو کر گھروں کو واپس ہوئے تو کسی نے مشورہ دیا:

''کسی ماہر کھوجی کی خدمات حاصل کرو' جو ان کے نشانات قدم کی مدد سے انہیں تلاش کرے۔''

ایک ماہر کھوجی کرز بن علقمہ کی خدمات حاصل کی گئیں اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نشانات قدم کو دیکھتے دیکھتے قریش کو غار ثور تک لے آیا مگر غار ثور تک پہنچ کر اس نے بھی اپنی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے کہا:

''یہاں تک تو ان کے پاؤں کے نشان ملتے ہیں' اس سے آگے کوئی سراغ نہیں ملتا۔''

یہ جواب سن کر سب تلملا اٹھے اور چیختے ہوئے کہنے لگے:

''یہاں سے کہاں غائب ہو گئے کیا انہیں زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔''

''میں کچھ نہیں جانتا جو اصل بات تھی وہ میں نے بتا دی۔''

کرز نے جب یہ جواب دیا تو وہ آپس میں کہنے لگے:

''وہ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہوں گے پورے پہاڑ پر پھیل جاؤ اور خیال رکھو وہ بچ کر نکلنے نہ پائیں۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو جلوۂ نبوت کی ضیا پاشیوں سے دل و دماغ کو منور کر رہے تھے انہوں نے جب غار کے اس قدر قریب آوازیں سنیں تو بے چین و مضطرب ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ کی زد میں دیکھ کر احساس بیچارگی سے رو دیئے کہ یہاں تو اپنی جان کی قربانی دے کر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی اس قیمتی امانت کی حفاظت نہیں کر سکیں گے جو ان کے سپرد کی گئی تھی۔ رہ رہ کر یہ خیال ستا رہا تھا کہ اب میرے محبوب کا کیا ہوگا' اگر ان دشمنوں نے ذرا جھک کر دیکھ لیا تو صاف نظر آ جائیں گے اور تاریک غار میں کچھ بچاؤ بھی نہیں کر سکیں گے' کچھ نہ بن پایا تو اپنی بے تابی کا اپنے محبوب کے سامنے اظہار کر دیا!

''یا رسول اللہ! اگر یہ لوگ ذرا جھک کر دیکھ لیں گے تو یقیناً ہمیں دیکھ لیں گے۔

ابوبکر! تمہارا کیا خیال ان دو کے بارے میں جن کے ساتھ تیسری ذات اللہ کی ذات ہے۔''

میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں اپنے لئے نہیں روتا اگر میں مارا گیا تو صرف میری موت ہوگی لیکن نصیب دشمناں اگر آپ کو کوئی گزند پہنچی تو ساری امت ہلاک ہو جائے گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرط محبت سے روتے ہوئے یہ کہا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''تم غمگین نہ ہو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

وہ مقدس ہونٹ جن کا لعاب مبارک تھوڑی دیر پہلے زہر ہلاہل کو پانی پانی کر چکا تھا۔ انہی ہونٹوں سے جب یہ الفاظ نکلے تو دھڑکتے ہوئے دل کے لئے انہوں نے تریاق کا کام کیا اور ان کے دل کو اس طرح سکون حاصل ہوا جیسے کوئی پریشانی ہی نہ ہو۔ انہیں محسوس ہونے لگا کہ غار کی بوسیدہ دیواریں ان کے لئے آہن و فولاد بن گئی ہیں' جہاں کوئی خطرہ پر نہیں مار سکتا۔

مولانا مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اول نے ثانی سے کہا جو زندگی میں ہر بات میں اس کا ثانی تھا اور مرنے کے بعد ثانی ہے تو کیا یہ واقعہ نہ تھا صرف تسلی تھی حالانکہ جس نے کہا وہ طفل نہ تھا اور جس کو کہا گیا وہ بھی طفل نہ تھا۔'' (النبی الخاتم)

قدرت خداوندی کا ظہور ہوا' مکڑی اور کبوتروں کو حفاظت کا حکم ہوا' مکڑی نے جالا تن دیا کبوتروں نے گھونسلا بنایا اور انڈے بھی دے دیئے' اور اللہ کی قدرت کا ظہور اس طرح ہوا کہ جب کسی نے کہا اس غار میں تو دیکھو تو امیہ بن خلف بے اختیار چیخ اٹھا:

''یہاں کیا پاؤ گے کیا اس حالت میں بھی وہ اندر جا سکتے ہیں اس غار پر مکڑیوں کا جالا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کا تنا ہوا معلوم ہوتا ہے اور کیا یہ انڈے اور یہ گھونسلا اسی طرح باقی رہ سکتا ہے ان کے ہوتے ہوئے کون یہاں داخل ہو سکتا ہے۔''

یہ دیکھ کر مایوسی سے سب کے منہ لٹک گئے سب کی تمناؤں پر اوس پڑ گئی اور انتہائی یاس و ناامیدی کے عالم میں دل میں حسرت لئے واپس ہو گئے' یہاں تک صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے قدموں کی آواز واپس ہوتے ہوئے سنی جو آہستہ آہستہ دور ہوتی گئی اور پھر گم ہو گئی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے قدرت کا اظہار کیا اور یہ بھی بتا دیا کہ وہ ذات اسباب و وسائل کی محتاج نہیں جس سے چاہے وہ کام لے سکتا ہے یہاں پر بھی مکڑی کے جالے کو حفاظت کا سبب بنایا

جس کا گھر سب سے کمزور پھسپھسا ہے' مگر یہاں بڑے بڑے محلات اور بادشاہوں کی حکومتوں کی بنیاد اسی کمزور گھر پر رکھی گئی۔

مولانا مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:

''اسی غار میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی چیونٹیوں کی طرح غریب مکڑیوں نے سلیمان علیہ السلام کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ کے لئے وہ گھر پیش کیا جو تمام گھروں میں سب سے زیادہ کمزور تھا' لیکن آج دنیا کا یہی سب سے کمزور گھر پھسپھسا گھر خدا جانے کتنے سنگین قلعوں کی بنیاد قرار پایا۔اس کے بعد اس گھر کے بعد دہلی میں' آگرہ میں' دروہ دانیال میں' جنوب میں' شمال میں' یہ جوالال اور پیلے' سفید اور زرد قلعے بنے اور انشاء اللہ بنتے ہی چلے جائیں گے ان تمام قلعوں میں سب سے پہلا قلعہ کیا کمزور مکڑیوں کا یہی کمزور جالا نہ تھا' کون کہہ سکتا ہے کہ اس دن اگر یہ نہ ہوتا تو اس کے بعد جو کچھ ہوا ہو سکتا تھا؟''

''اور کون کہہ سکتا ہے کہ جن حماموں (کبوتروں) کی حمایت دنیا کی اسلامی طاقتوں کا آج متفقہ فیصلہ ہے حرم کعبہ کے یہ کبوتر اس جوڑے کی نسل سے نہیں ہیں جس نے ان طاقتوں کے پیدا کرنے والے کی بھی حمایت کی تھی جو جانتے ہیں وہ یہی کہتے ہیں۔'' (النبی الخاتم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار اور رفیق غار کے ساتھ تین دن تک غار ثور میں رہے' ان تین دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ دن بھر قریش کی سرگرمیوں کی ٹوہ لگاتے اور رات کو غار میں آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد محترم کو باخبر کرتے' حضرت اسماء رضی اللہ عنہا گھر سے کھانا پکا کر لاتیں' اور تازہ توشہ غار میں پہنچا کر انتہائی رازداری اور کمال ہوشیاری سے واپس ہو جاتیں' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غلامی عامر بن فہیرہ بکریوں کا ریوڑ چراتے چراتے غار پر لے آتے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ضرورت کے موافق دودھ دوہ لیتے اور تازہ دودھ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے اور عامر بن فہیرہ بکریوں کو ہانکتے ہوئے اور نشانات قدم مٹاتے ہوئے واپس ہو جاتے' ان تمام کاموں میں انتہائی احتیاط برتی جاتی اور بڑی ہوشیاری سے سب کام ہوتے۔

یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی معاملہ فہمی تھی کہ سب تیاری پہلے سے کی ہوئی تھی تاکہ عین وقت پر کوئی پریشانی نہ ہو اور صدیقی گھرانے کے یہ افراد جان ہتھیلی پر رکھ کر یہ کام انجام دیتے انہیں اس کا پورا احساس تھا کہ قریش کے وہ لوگ جو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں انہیں ذرا بھی شبہ ہوا' ان کے کانوں میں ذرا بھی بھنک پڑ گئی تو ان کی جان کی خیر نہیں۔ مگر اپنی جان کی فکر ان کو تھی ہی کب۔انہیں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی راحت رسانی سب سے زیادہ اور اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز تھی۔

صدیقی گھرانے کے ہر فرد نے اپنی اپنی بساط کے مطابق بلکہ اس سے بڑھ کر سفر ہجرت میں خدمات انجام دیں' باپ' بیٹا' بیٹی' غلام سبھی اس میں شریک رہے اور استطاعت کے مطابق بارگاہ رسالت میں نیاز مندی وعقیدت کا سلام پیش کیا۔امت مسلمہ خانوادہ صدیق کے ان احسانات کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

پورے تین دن اور رات اسی طرح غار میں پناہ لئے ہوئے گزرے' ان تین راتوں میں عشق ومحبت کے پیکر مجسم جاں نثار کے دل پر کیا گزری ہوگی اور اس سراپا وفا نے کس طرح یہ دن کاٹے ہوں گے یہ تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی جانتے ہوں گے یا ان کے خدا کو علم ہوگا۔

''یہ تین راتیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو شمع رسالت کے پروانے تھے' جس عالم میں بسر کی ہوں گی ان کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس نے عشق ومحبت کا کچھ بھی ذائقہ چکھا ہو' اللہ کا رسول' غار میں پوشیدہ ہے' دشمن سراغ میں ہیں' ہر لمحہ اندیشہ ہے کہ کہیں سراغ نہ پالیں اور ایک مرتبہ ان کی صدائیں بھی کانوں میں آنے لگی تھیں۔اس حالت میں ظاہر ہے کہ ان کے دل کے حزن واضطراب کا کیا عالم ہوگا' بلاشبہ انہیں یقین تھا کہ اللہ اپنے رسول کا مددگار ہے لیکن عشق و محبت کا قدرتی تقاضا ہے کہ محبوب کو خطرہ میں دیکھ کر اضطراب ہو' اس سے وہ اپنے دل کو نہیں روک سکتے تھے' اگر روک سکتے تو محبت کی عدالت کا فیصلہ ان کے خلاف ہوتا۔'' (رسول رحمت)

چوتھی رات شروع ہوئی تو رات کے آخری پہر میں عبداللہ بن اریقط اونٹنیاں لے کر غار پر پہنچا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ' بھی ساتھ تھے' رات آخری ہچکی لے رہی تھی اور چار نفوس پر مشتمل یہ قافلہ سوئے مدینہ روانہ ہوا' ایک اونٹنی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ردیف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور ایک اونٹنی پر عبداللہ بن اریقط اور عامر بن فہیرہ سوار ہوئے۔ عبداللہ بن اریقط جو راستوں سے خوب واقف تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انہیں پہلے سے راستہ بتانے پر اجرت دے کر تیار کر لیا تھا وہ اس قافلہ کو ایک غیر معروف راستہ سے لے کر چلے۔

راستہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا کوئی جاننے والا ملتا تو وہ انہیں اس طرح غیر معروف راستہ پر بغیر ساز وسامان کے جاتا ہوا دیکھتا تو حیرت زدہ رہ جاتا کہ یہ تو بنوتیم کا وہی معزز تاجر ہے جو بڑے بڑے قافلوں کے ساتھ بے شمار اسباب تجارت لے کر جایا کرتا تھا مگر آج تو اس کے پاس کچھ بھی نہیں حالت یہ ہے کہ ایک شخص کے ردیف بنے ہوئے ہیں' دیکھنے

والا حیرت سے پوچھتا ہے:

"ابوبکرؓ! کہاں چلے اور تمہارے ساتھ یہ شخص کون ہے؟"

بڑے پیارے انداز میں نہایت اعتماد سے جواب دیتے:

"یہ ایک صاحب ہیں جو میری راہنمائی کر رہے ہیں۔"

دوپہر تک یہ قافلہ سفر کرتا رہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سایہ دار جگہ کی تلاش ہوئی تاکہ اللہ کے حبیب کچھ دیر آرام فرمالیں' ایک چٹان پر نظر پڑی' جس کے نیچے کچھ سایہ تھا' وہاں رک گئے' جگہ صاف کی اور بارگاہ رسالت میں درخواست پیش کی یارسول اللہ یہاں کچھ دیر آرام فرمالیجئے۔ عامر بن فہیرہؓ اور عبداللہ ابن اریقطؓ نے چادر تان کر سایہ کر دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چوکس ہو کر کھڑے ہو گئے' آنکھیں چاروں اطراف کا جائزہ لے رہی تھیں کہ مبادا اوپر سے کوئی تعاقب کرنے والا آ پہنچے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک لڑکا بکریاں چراتا ہوا اس طرف آتا نظر آیا ہے شاید وہ بھی کسی سایہ کی تلاش میں تھا' قریب آنے پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکے سے پوچھا:

"بیٹا کسی بکری کا دودھ نکال کر دو گے۔"

"کیوں نہیں ابھی نکالے دیتا ہوں۔"

لڑکے نے بلا تامل و حجت اثبات میں جواب دیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چھاگل سے پانی نکال کر ہاتھ صاف کروائے' بکری کے تھن دھلوائے کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نہایت نفیس اور انتہائی نفاست پسند تھے' ایک برتن میں دودھ نکلوایا اس وقت تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر آرام فرما چکے تھے دودھ میں پانی ملایا تاکہ ٹھنڈا ہو جائے اور خدمت اقدس میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوش فرمایئے تازہ دودھ ہے"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا دودھ پیا اور باقی اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا تاکہ وہ بھی اپنی تشنگی دور کر کے تازہ دم ہو جائیں۔

تھوڑی دیر بعد قافلہ پھر رواں دواں ہوا۔

یہ قافلہ غیر معروف راستہ سے مدینہ کی طرف عازم سفر تھا' مقام جحفہ پر یہ اس معروف راستہ سے جاملتا تھا جو مکہ کی طرف سے آتا تھا اس مقام پر پہنچے تو بہت تو بیت اللہ کی تصویر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظروں کے سامنے آ گئی تو اداسی کے آثار چہرہ اقدس پر ظاہر ہوئے شدت جذبات سے آنکھیں بھر آئیں اور آپ پر رقت طاری ہو گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کی تسلی کے لئے فوراً حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور وہ وحی لے کر آئے۔

"بیشک جس خدا نے آپ کے لئے قرآن پر عمل اور اس کی تبلیغ کو فرض قرار دیا وہ آپ کو آپ کے وطن میں پھر پہنچا دے گا اور آپ فرما دیجئے میرا رب خوب جانتا ہے کہ اللہ کی طرف سے کون سچا دین لے کر آیا اور کون صریح گمراہی میں ہے۔" (قصص)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح سلامتی کے ساتھ نکل جانے پر قریش کو بہت افسوس تھا' وہ بری طرح پیچ و تاب کھا رہے تھے مگر کچھ کر نہیں سکتے تھے اس قدر افسردہ تھے کہ ان سے بات نہیں ہو پا رہی تھی لیکن خاموش بیٹھنے والے وہ بھی نہیں تھے' اتنی بڑی ناکامی کے بعد ایک بار پھر ان کا اجلاس ہوا کہ اب کیا کیا جائے' سب کی متفقہ رائے ہوئی کہ کچھ بھی ہو ان کی تلاش جاری رکھی جائے اور زندہ یا مردہ انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ اس رائے کے ساتھ ہی قریش نے اعلان عام کر دیا کہ جو کوئی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا ابوبکرؓ کو پکڑ کر لائے گا' اسے سو سرخ اونٹ انعام میں دیئے جائیں گے۔ صحرانشینوں' شتربانوں اور عرب کے ریگزاروں میں بسنے والوں کے لئے' یہ سب سے بڑا انعام' سب سے بڑا لالچ تھا' کتنے ہی جوانوں نے قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا اور وہ مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔

قبیلہ بنی مدلج کے بجعشم کے بہادر بیٹے سراقہ کے کان میں بھی اس اعلان کی صدا پہنچی۔ آغاز شباب ہاتھوں میں بھرپور طاقت' جسم میں بجلی کی سی توانائی' بہترین شہسوار اور پھر اتنا بڑا انعام ان سب چیزوں نے مل کر اس کے جسم میں بجلی بھر دی۔ اس نے مستقبل میں جھانک کر اپنے آپ کو دولت مند دیکھا تو اس کا نشہ دو آتشہ ہو گیا' اس نے سوچا یہ بھی کوئی مشکل مہم ہے ان دو میں سے کسی ایک کو گرفتار کرنا ہے۔ یہ معمولی سا کام ابھی کئے دیتا ہوں میں نے تو بڑے بڑے معرکے سر کئے ہیں۔ ان کے مقابلے میں اس کی کیا حیثیت ہے۔ یہ سوچ کر وہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار سرپٹ دوڑاتا ہوا ادھر ادھر ڈھونڈتا رہا کوئی راہگیر مل جاتا تو ان سے پوچھتا' کسی نے بتایا کہ اس طرح دو اونٹنیوں پر سوار کچھ لوگوں کو اس طرف جاتے دیکھا ہے یہ سن کر سراقہ اسی راہ پر ہو لیا جس کا پتہ بتایا گیا تھا۔

گرد و غبار کے بادل اڑاتا ہوا صبا رفتار گھوڑے پر چلا جا رہا تھا کہ دور سے کچھ ہیولے نظر آئے قریب ہونے پر معلوم ہوا یہ تو وہی قافلہ ہے جس کی تلاش میں وہ نکلا تھا۔ مقصود کو اتنے قریب دیکھ کر اس کی باچھیں کھل گئیں اور اس نے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی۔

قریب پہنچا تو اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ زمین پر گر پڑا ترکش سے تیر نکال کر فال لی تو جواب نفی میں تھا۔ مگر لالچ نے آنکھوں کے ساتھ عقل پر بھی پٹی باندھ دی اسے نہ کچھ دکھائی دیا اور نہ کچھ سجھائی دیا' صرف ایک ہی خیال ذہن میں تھا سو سرخ اونٹ بھی گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو آگے بڑھایا تو اس

مرتبہ اس کے گھوڑے نے پھر ٹھوکر کھائی' جلدی سے ترکش سے تیر نکالے فال لی اس مرتبہ پھر جواب نفی میں ملا تو تھوڑی دیر کے لئے وہ سوچ میں پڑ گیا' عقل نے کہا کہ تعاقب چھوڑ کر واپس چلا جا مگر یہ سوچ تھوڑی دیر تک ہی رہی دل میں سواونٹوں کی تصویر ابھر آئی' منہ میں لالچ سے پانی بھر آیا' اس کے دل نے سمجھایا' سراقہ! ہمت نہ ہار تو بہادر ہے' جوان ہے تیرے بازوؤں میں طاقت ہے' نیزہ چلانا جانتا ہے' تلوار بازی میں ماہر ہے' بہترین تیر انداز ہے پھر یہ بے ہمتی کیسی اتنا بڑا انعام روز روز نہیں ملا کرتا' دل کے سمجھانے پر اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر پھر تعاقب شروع کر دیا اونٹنیاں تیز رفتاری سے چلی جا رہی تھیں مگر سراقہ کے گھوڑے کی تیز رفتاری فاصلہ کو کم سے کم تر بنا رہی تھی' یہاں تک کہ ان مسافروں کے سروں پر پہنچ گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جو بہت مستعد اور چاروں طرف نگاہ رکھے ہوئے تھے یہ دیکھ کر تڑپ اٹھے اور بے چین و مضطرب ہو گئے' غار میں سیاہ ناگ نے زہریلا پھن نکالا تھا تو صدیق اکبرؓ محبوب آقا کو بچانے کے لئے جان پر کھیل گئے تھے تعاقب کرنے والوں کی ٹولی غار کے دہانے پر پہنچی تو غار کی دیواریں اور دوسری ظاہری چیزیں حائل ہو گئی تھیں' مگر اب کیا ہو گا' دشمن سر پر آ چکا ہے یہاں تو کچھ بچاؤ بھی ممکن نہیں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے بھی بظاہر خطرہ کی زد سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نہیں نکل سکتی۔ حب رسولؐ کے متوالے کو اس احساس بیچارگی نے تڑپا دیا کہ اللہ کی امانت کی حفاظت کرنے میں بے بس ہوا جاتا ہوں بڑی حسرت میں پکار اٹھے:

''یا رسول اللہ! دشمن سر پر آ پہنچا۔''

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنہیں خطرہ کا ذرا بھی احساس نہیں تھا بڑے یقین و اطمینان سے فرمایا:

''ابوبکرؓ! تمہارا کیا خیال ہے' ان دو کے بارے میں جن کا تیسرا اللہ ہو۔''

قدم قدم پر نبیؐ کی تصدیق کرنے والے نے دیکھا کہ ابھی یہ الفاظ زبان مبارک سے نکلے ہی تھے کہ سراقہ کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ سخت زمین میں گھٹنوں تک دھنس گیا۔ سراقہ سمجھ گیا میں اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا' یہ معاملہ ہی کچھ اور معلوم ہوتا ہے یہ سوچ کر طالب عفو و مغفرت ہوا اور امان کا طلبگار ہوا' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرماتے ہوئے دعا کی گھوڑا زمین سے نکل آیا۔

سراقہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روشن چہرہ کو دیکھا تو رعب نبوتؐ سے لرز اٹھا اور گڑ گڑاتے ہوئے کہا:

''میں سراقہ بن جعشم ہوں' آپ کے تعاقب میں نکلا تھا' قریش کے اعلان انعام کی وجہ سے بہت سے نوجوان آپ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔''

یہ کہہ کر اپنا زاد سفر خدمت اقدس میں پیش کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہ فرمایا۔ سراقہ نے اپنے لئے امان نامہ طلب کیا' عامر بن فہیرہؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک چمڑے پر یہ امان نامہ لکھ دیا۔ سراقہ نے بڑی احتیاط سے یہ امان نامہ اپنے پاس رکھا اور گویا ہوا:

''اے اللہ کے رسولؐ! مجھے حکم دیجئے جو آپ چاہیں:

''اپنی جگہ جاؤ اور تعاقب کرنے والوں کو ہم سے دور رکھو کوئی اس طرف نہ آنے پائے۔''

اے اللہ کے رسولؐ! آپ فکر نہ کیجئے میں ہر تعاقب کرنے والے کو واپس لوٹا دوں گا وہ آپ تک پہنچ ہی نہیں پائیں گے۔

تھوڑی دیر پہلے جو سراقہ جان کا دشمن تھا' اب وہی پاسبان بن چکا تھا' سراقہ واپس جانے کیلئے مڑنے ہی والا تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سراقہ کے ہاتھوں کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگے' اس دلفریب مسکراہٹ میں کوئی بات پوشیدہ تھی۔ سراقہ مجسم سوال بن کر حیرت سے چہرہ اقدس تکنے لگا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''سراقہ اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب کسریٰ کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہوں گے۔''

یہ سن کر سراقہ حیرت زدہ ہو گیا' وہ کبھی اپنے ہاتھوں کو دیکھتا' کبھی چہرۂ انور کو دیکھتا' کسریٰ کے کنگن پہننے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا' سراقہ جیسے شخص کے لئے تو کسریٰ کے دربار میں حاضری کا خیال ہی بہت بڑی چیز تھی آخر اس نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھ ہی لیا:

''کیا کسریٰ بن ہرمز شہنشاہ ایران کے کنگن؟''

''ہاں سراقہ! کسریٰ شہنشاہ ایران کے کنگن تمہارے ہاتھوں میں ہوں گے۔''

یہ پیش گوئی اس وقت کی جا رہی تھی جبکہ خود پیش گوئی کرنے والے کی حالت یہ تھی کہ ان کی قوم پورا قبیلہ ان کا دشمن تھا' انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں چھپتے چھپاتے اپنے وطن کو خیر باد کہہ کر ایک غیر معروف راستہ پر چلے جا رہے تھے مگر اس پیش گوئی پر یقین کرنے کے علاوہ کوئی چارہ بھی نہ تھا کہ یہ خبر وہ دے رہا تھا جو سب سے زیادہ سچا تھا' جس کے منہ سے حق بات کے علاوہ کچھ نہیں نکلتا تھا' جو اپنے نور بصیرت سے مستقبل کو بھی اسی طرح دیکھتا تھا' جس طرح حال کو اور یہ پیشگوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کسریٰ کے کنگن' تاج وغیرہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے لائے گئے' حضرت عمرؓ نے سراقہ کو بلا کر کسریٰ کے کنگن ان کے ہاتھوں میں پہنا دیئے۔

☆☆............☆☆

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ دریافت کیا' اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر ذکر اوصاف کیا کرتے تھے' اور میں امیدوار ہوا کہ ان اوصاف میں سے کچھ میرے سامنے بھی بیان کریں جس کو میں اپنے ذہن میں جمالوں' پس انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ذات میں) عظیم تھے' (نظروں میں) معظم تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا' بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے' سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلاں تھا' موئے سر سیدھے قدرے بل دار تھے' اگر سر کے بالوں کو جمع کرتے وقت ان میں (اتفاقاً از خود) مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے تھے ورنہ نہیں (یعنی ابتداً اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً مانگ نکالتے تھے)۔

آپؐ کے موئے سر کان کی لو (نرمہ گوش) سے تجاوز کر جاتے تھے جبکہ آپؐ بالوں کو بڑھائے ہوئے تھے' آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا' پیشانی فراخ تھی' ابرو خمدار بالوں سے پُر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں' ان دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں ابھر جاتی تھی' بلند بینی تھے' بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے' ریش مبارک بھری ہوئی تھی' پتلی خوب سیاہ تھی' رخسار مبارک سبک تھے' دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا (یعنی تنگ نہ تھا نہ یہ کہ زیادہ فراخ تھا)' دندانِ مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں (ذرا ذرا) ریخیں تھیں۔

سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا' گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے)' صفائی میں چاندی جیسی تھی' بدن جسامت میں معتدل اور پُر گوشت اور کسا ہوا تھا' شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا' آپؐ کے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا' جوڑ کی ہڈیاں کلاں تھیں' کپڑا اتارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن تھا' سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالوں کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالوں کے سوا پیٹ اور چھاتی پر بال نہ تھے' (البتہ) دونوں بازو اور شانوں و سینہ کے بالائی حصہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے' کلائیاں دراز تھیں' ہتھیلی فراخ تھی' کفین اور قدمین پُر گوشت تھے' (ہاتھ پاؤں) کی انگلیاں لمبی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعصاب برابر تھے' آپؐ کے تلوے (قدرے) گہرے تھے (کہ چلنے میں زمین کو نہ لگے)' قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے (بالکل ڈھل جاتا یعنی میل کچیل' خشونت وغیرہ سے پاک تھے' چکنے ہونے سے پانی ان کو ذرا نہ لگا رہتا)' جب چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا تھا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے' چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا (کسی بلندی سے) پستی میں اتر رہے ہیں' جب کسی (کروٹ) کی طرف (کی چیز) کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی)' نگاہ نیچی رکھتے' آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی' عموماً عادت آپ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے)' اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے' جس سے ملتے خود ابتدا اسلام سے فرماتے۔

پھر میں نے (یعنی حضرت حسنؓ نے حضرت ہند بن ابی ہالہؓ سے) کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو کے متعلق مجھ سے بیان کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت (آخرت کے) غم میں اور ہمیشہ (امور آخرت کی) سوچ میں رہتے' کسی وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چین نہیں ہوتا تھا' اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے' آپ کا سکوت طویل ہوتا تھا' کلام کو شروع اور ختم منہ بھر کر فرماتے (یعنی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی)' کلام جامع فرماتے (جس کے الفاظ مختصر مگر پُر مغز ہوں)'

آپ کا کلام (حق و باطل میں) فیصلہ کن ہوتا جو شوو زوائد سے پاک ہوتا اور نہ تنگ ہوتا۔

آپ نرم مزاج تھے' نہ مزاج میں سختی تھی' اور نہ مخاطب کی اہانت فرماتے' نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے' مگر کھانے کی چیز کی مذمت (برائی اور تعریف) اور مدح دونوں نہ فرماتے (مذمت تو اس لئے نہ فرماتے کہ وہ نعمت تھی اور مدح زیادہ اس لئے نہ فرماتے کہ اکثر اس کا سبب حرص اور طلب لذت ہوتی ہے)' جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر لیتے' اور اپنے نفس کے لئے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے وقت انتقام لیتے' اور (گفتگو کے وقت) جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے' اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے' اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر (سے) منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے' اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے' اکثر آپ کا ہنسنا' تبسم ہوتا' اور اس میں جو دندان مبارک ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے کہ جیسے بارش کے اولے۔

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک زمانہ تک (اپنے بھائی) حسینؓ بن علیؓ سے اس کو چھپائے رکھا' پھر جو میں نے ان سے بیان کیا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں جانا' باہر آنا' نشست و برخاست' طرز طریق سب پوچھ چکے ہیں' اور کوئی بات بھی (بے تحقیق کئے ہوئے) نہیں چھوڑی۔

غرض حضرت حسینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف رکھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ کا گھر میں اپنے ذاتی حوائج (طعام و منام وغیرہ) کے لئے تشریف لے جانا' آپ اس باب میں (منجانب اللہ) ماذون تھے' سو آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے' ایک حصہ اللہ تعالیٰ (کی عبادت) کے لئے' اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (کے حقوق ادا کرنے) کے لئے (جیسے ان سے ہنسنا بولنا)' اور ایک حصہ اپنے نفس (کی راحت) کے لئے' پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم فرمادیتے (یعنی اس میں سے بھی) بہت سا وقت امت کے کام میں صرف فرماتے' اور اس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگادیتے (یعنی اس حصہ میں عام لوگ تو نہیں آسکتے تھے مگر خواص حاضر ہوتے اور دین کی باتیں سن کر عوام کو پہنچاتے' اس طرح سے عام لوگ بھی ان منافع میں شریک ہوجاتے)' اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفا نہ فرماتے (یعنی احکام دینیہ کا اور نہ متاع دنیوی کا بلکہ ہر طرح کا نفع بلا دریغ پہنچاتے)' اور اس حصہ امت میں آپ کا طرز یہ ہوتا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر ان کی فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے' سو ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی' کسی کو دو ضرورتیں' کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں' سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے' اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں سے حاضر ہے وہ غیر حاضر کو خبر کر دیا کرے' اور (یہ بھی فرماتے کہ) جو شخص اپنی حاجت مجھ تک (کسی وجہ سے مثلاً پردہ یا ضعف یا بعد وغیرہ) نہ پہنچا سکے تو تم لوگ اس کی حاجت مجھ تک پہنچادیا کرو کیونکہ جو شخص ایسے شخص کی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچا دے' اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہیں باتوں کا تذکرہ ہوتا تھا' اور اس کے خلاف دوسری بات قبول نہ فرماتے (مطلب یہ کہ لوگوں کے حوائج و منافع کے سوا دوسری لایعنی یا مضر باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے)۔

سفیان بن وکیع کی حدیث میں حضرت علیؓ کا یہ قول بھی نقل ہے کہ:

''لوگ آپ کے پاس طالب ہو کر آتے اور کچھ نہ کچھ کھا کر واپس ہوتے (یعنی آپ علاوہ نفع علمی کے کچھ نہ کچھ کھلاتے بھی تھے)' اور ہادی یعنی فقیہ ہو کر آپ کے پاس سے باہر نکلتے۔''

امام حسینؓ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے (اپنے والد سے) عرض کیا کہ آپ کے باہر تشریف رکھنے کے حالات بھی مجھ سے بیان کیجئے کہ اس وقت میں کیا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ:

آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے' اور اس میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے' اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے' اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرمادیتے تھے' اور لوگوں کو (نقصان دینے والے کاموں سے) بچنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے' اور ان

(کے شر) سے اپنا بھی بچاؤ رکھتے تھے' مگر کسی شخص سے کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہ کرتے تھے' اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار رکھتے تھے' اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپؐ ان کو پوچھتے رہتے (تا کہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہو سکے)' اور اچھی بات کی تحسین اور بُری بات کی تحقیر فرماتے۔

آپؐ کا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا' اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کرلیا' کبھی کسی طرح کرلیا' لوگوں کی تعلیمی مصلحت سے) غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ اگر ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو بعض خود دین سے غافل ہو جائیں گے' یا (بعضے امور دین میں اعتدال سے زیادہ مشغول ہو کر دین سے) اکتا جائیں گے' ہر حالت کا آپؐ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا' حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے' اور نا حق کی طرف بھی تجاوز کر کے نہ جاتے' لوگوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرب بہترین لوگ ہوتے' سب میں افضل آپؐ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا' اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غم خواری بخوبی کرتا۔

پھر میں (یعنی حضرت حسینؓ) نے ان (حضرت علیؓ) سے آپؐ کی مجلس کے بارے میں پوچھا کہ اس میں آپؐ کا کیا معمول تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ کے ساتھ ہوتا' اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی (ایسی) معین نہ فرماتے (کہ خواہ مخواہ اسی جگہ بیٹھیں اور اگر اور کوئی بیٹھ جائے تو اس کو اٹھائیں)' اور دوسروں کو بھی (اس طرح) جگہ معین کرنے سے منع فرماتے' اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہیں بیٹھ جاتے' اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے' اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ (اپنے خطاب وتوجہ) سے دیتے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپؐ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔

جو شخص کسی ضرورت کے لئے آپؐ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ مقید رہتے' جو شخص آپؐ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے' آپؐ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگوں کے لئے عام تھی' گویا بجائے ان کے باپ کے ہو گئے تھے' اور تمام لوگ آپؐ کے نزدیک حق میں (فی نفسہ) مساوی تھے' (البتہ) تقویٰ کی وجہ سے متفاوت تھے' یعنی تقویٰ کی زیادتی سے تو ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتے تھے' اور امور میں سب باہم برابر تھے' اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حق میں سب آپؐ کے نزدیک برابر تھے۔

آپؐ کی مجلس علم' حلم' حیا' صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی' اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں' اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا' اور کسی کی غلطیوں کی اشاعت نہ کی جاتی تھی' آپؐ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقویٰ کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے' اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے' اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے' اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے' اور بے وطن پر رحم کرتے تھے۔

پھر میں (یعنی حضرت حسینؓ) نے انؓ کی سیرت اپنے اہل مجلس کے ساتھ دریافت کی تو انہوں نے (یعنی حضرت علیؓ نے) فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت کشادہ رو رہتے' نرم اخلاق تھے' آسانی سے موافق ہو جاتے تھے' نہ سخت خو تھے' نہ درشت گو تھے' نہ چلا کر بولتے' اور نہ نا مناسب بات فرماتے' نہ کسی کا عیب بیان کرتے' اور نہ (مبالغہ کے ساتھ) کسی کی تعریف فرماتے' جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت کے خلاف ہوتی اس سے تغافل فرما جاتے (یعنی اس پر گرفت نہ فرماتے)' اور اسے مایوس (بھی) نہ فرماتے' آپؐ نے تین چیزوں سے تو اپنے آپ کو بچا رکھا تھا: (۱) ریا سے' (۲) کثرت کلام سے اور (۳) بے سود بات سے' اور تین چیزوں سے دوسرے آدمیوں کو بچا رکھا تھا: (۱) کسی کی مذمت نہ فرماتے' (۲) کسی کو عار نہ دلاتے اور (۳) نہ کسی کا عیب تلاش کرتے' اور وہی کلام کرتے جس میں امید ثواب کی ہوتی' اور جب آپ کلام فرماتے تھے تو آپؐ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں' اور جب آپؐ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے' آپؐ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے' آپؐ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے (یعنی بات کے بیچ میں کوئی نہ بولتا)' اہل مجلس (میں سے ہر شخص) کی بات (رغبت کے ساتھ سنے جانے میں) ایسی ہی ہوتی جیسے سب میں پہلے شخص کی بات تھی' جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے' جس سے سب تعجب کرتے آپؐ بھی تعجب فرماتے' اور پردیسی آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے' اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو اور کوئی آپؐ کی تعریف کرتا تو آپؐ اس کو پسند نہ فرماتے' البتہ اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور پر کرتا تو خیر (گوارا

فرمالیتے) اور کسی بات کو نہ کاٹتے' یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا' اس وقت اس کو ختم کرادینے سے یا اٹھ کر کھڑے ہوجانے سے قطع فرمادیتے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے (یعنی حضرت حسینؓ نے) کہا کہ آپ کا سکوت کس کیفیت کا تھا' انہوں نے (یعنی حضرت علیؓ نے) کہا کہ آپ کا سکوت چار امر پر مشتمل ہوتا تھا: (۱) حلم اور (۲) بیدار مغزی اور (۳) انداز کی رعایت اور (۴) فکر' سو انداز کی رعایت تو یہ کہ حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور ان کی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے' اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے تھے یعنی دنیا کی فنا اور عقبیٰ کی بقا کو سوچا کرتے' اور آپ کا حلم' صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کردیا گیا تھا' سو آپ کو کوئی چیز ایسی غضبناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو آپے سے باہر کردے' اور آپ کی بیدار مغزی چار امور کی جامع ہوتی تھی: ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتدا کریں' دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں' تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی امت کے لئے مصلحت ہو' چوتھے امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو۔

کنز العمال کی اسی روایت کے آخر میں ہے کہ حضور علیہ السلام کے لئے شدت احتیاط چار باتوں میں جمع کردی گئی تھی: (۱) بھلی بات اختیار کرنے میں تاکہ آپ کی اقتدا کی جائے اور (۲) بری بات ترک کرنے میں تاکہ اس سے بچا جائے اور (۳) کوشش کرکے اس چیز میں رائے دینا جو امت کے لئے زیادہ اصلاح کن ہو اور (۴) امت کی اس طرح نگہداشت فرمانے میں جس میں دنیا و آخرت کا نفع ہو۔

ملک سیکولر اسٹیٹ کی راہ پر گامزن

حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

اسلام دشمن قوتوں کی ہر دور میں یہ خواہش رہی ہے کہ وہ پاکستان میں برسراقتدار طبقے کے ذریعہ ملک کے اسلامی تشخص کو ختم کردے۔ اس وقت ان کی نظریں اس طرف لگی ہوئی ہیں کہ کسی طرح ملک کی اسلامی حیثیت کو ختم کرکے اسے ترکی طرز کی سیکولر اسٹیٹ میں تبدیل کردیا جائے۔ ۱۱/ستمبر ۲۰۰۱ء کے واقعہ کے بعد اتحادی قوتوں نے جب پاکستان سے دہشت گردی کے خلاف جنگ میں تعاون کا عندیہ طلب کیا تو ان اسلام دشمن قوتوں نے اپنا پورا زور اس پر صرف کردیا کہ پاکستان اتحادیوں کو نہ صرف یہ کہ مکمل حمایت اور امداد فراہم کرے بلکہ اپنے ہوائی اڈے اور اپنی انٹیلی جینس کی خدمات بھی فراہم کرے۔ ان اسلام دشمن قوتوں نے یہ سبز باغ دکھایا کہ اس تعاون کے بدلے امریکہ ہمیں کشمیر دلادے گا لیکن "الکفر ملۃ واحدۃ" کے تحت اسلام دشمن قوتوں کی تمام تر ہمدردیاں ہمارے ازلی وابدی دشمن انڈیا کے ساتھ ہوگئیں۔ ان اسلام دشمن قوتوں کی شہ پر انڈیا اپنی فوجیں پاکستان کی سرحدوں پر لے آیا اور اس نے عجیب وغریب مطالبات شروع کردیئے۔

ہمارے بعض ناعاقبت اندیش سیاستدان جو پہلے اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے پوری دنیا کو جہاد اور دہشت گردی میں فرق بتلاتے ہوئے نہیں تھکتے تھے اب وہ موجودہ حالات سے متاثر ہوکر نہ صرف جہاد اور دہشت گردی کا فرق خود بھول گئے ہیں بلکہ اب وہ اپنے سابقہ نقطہ نظر کی برملا تردید کرتے نظر آتے ہیں۔

دینی مدارس (جو عرصہ دراز سے ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لئے رجال کار پیدا کررہے تھے) وہ بھی انہی اسلام دشمن قوتوں کے ایما پر ان حضرات کے نزدیک قابل گردن زدنی ہوگئے' اور ملک بھر میں کریک ڈاؤن کرکے ہزاروں علماء وطلباء کو گرفتار کرکے انہیں "جرم بے گناہی" کی سزا دینے کے لئے پس دیوار زنداں دھکیل دیا گیا' اور ان کے خلاف انسداد دہشت گردی کی عدالتوں میں کیس پیش کرکے انہیں جلد از جلد سزا سنانے کا فیصلہ کیا گیا۔

پاکستان دو قومی نظریہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا' اسلام دشمن قوتوں کی ازلی خواہش پر جداگانہ طرز انتخاب کو ختم کرکے اس دو قومی نظریہ کو دفن کردیا گیا۔

انہی قوتوں کے ایما پر گستاخ رسول کی سزا کو ختم کرنے' قادیانیوں کے خلاف دستوری ترامیم' نیز قادیانیوں کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کو ختم کرنے اور حدود و تعزیرات کے ایکٹ کے خلاف میڈیا وار شروع کردی گئی تاکہ ان سے بھی جان چھڑائی جاسکے' وفاقی شرعی عدالت کے خاتمے' آئین پاکستان میں اسلامی ترامیم کو ختم کرکے اسلامائزیشن سے دستبرداری سمیت متعدد اقدامات کے ذریعہ ملک کی اسلامی دستوری حیثیت کو ختم کرکے اسے ترکی طرز کی سیکولر ریاست بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔

ان حالات میں تمام دینی جماعتوں کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے باہمی اختلافات کو پس پشت ڈال کر ملک کی اسلامی دستوری حیثیت کو برقرار رکھنے کے لئے اکٹھی ہوجائیں' ورنہ بقول شاعر:

تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں

نماز کی اہمیت

نماز اسلام کا ایسا فریضہ ہے کہ قرآن حکیم میں سو سے بھی زیادہ مرتبہ اس کی تعریف اور بجا آوری کا حکم اور اس کی تعلیم و تلقین وتاکید کی گئی یہ وہ فرض ہے جو دین اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل اس شبستان قدس میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا عمداً ترک کفر کی نشانی ہے اس لئے ہر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ اس اہم اور بنیادی عبادت کی بجا آوری کا پورا پورا اہتمام کرے تعلیمات اسلامی کے مطابق نماز سیکھی جائے خود پڑھی جائے اور اپنے جملہ متعلقین کو اس کی پابندی کی تلقین کی جائے۔

عبدالناصر

خاتم الانبیاؑ والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"الصلوٰۃ عماد الدین"

نماز دین کا ستون ہے۔

نماز اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے۔ دین میں اس کا مقام ایسا ہے جیسا جسم کے لئے سر اس کے بغیر دین اسلام کی عمارت قائم ہی نہیں رہ سکتی' لیکن اس اہم ترین عبادت سے کس قدر لاابالی سے کام لیا جاتا ہے قرآن وحدیث میں نماز کی بہت تاکید آئی ہے۔

ایمان کے بعد تمام فرائض سے مقدم ہے' اور روز قیامت سب سے پہلے اس کا مطالبہ ہوگا' جیسا کہ اس شعر سے پتہ چلتا ہے:

روز محشر کہ جاں گداز بود
اولین پرسش نماز بود

نماز اللہ جل جلالہ کے نزدیک محبوب ترین عمل ہے۔ انسان کے لئے بارگاہ الٰہی عزوجل میں شرف ہم کلام کا ذریعہ ہے' نماز بندگی کا اظہار ہے۔ خوف خدا اور محبت خدا پیدا کرنے کا سبب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"الصلوٰۃ معراج المومنین"

نماز مومنوں کی معراج ہے۔

قرآن مجید کی متعدد آیتوں سے حسب ذیل چند آیات سے اس فریضہ کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

ترجمہ: "نماز ایسا فرض ہے جو وقت کی پابندی کے ساتھ اہل ایمان پر لازم کیا گیا ہے۔" (النساء:۱۰۳)

نماز شرک کی تردید ہے۔

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو اور نہ ہو جاؤ مشرکین میں سے۔" (الروم:۳۱)

نماز فوز وفلاح اور نجات کی تدبیر ہے۔

ترجمہ: "یقیناً فلاح پائی ایمان لانے والوں نے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔" (المومنون:۲)

ترجمہ: "کامیاب ہوا وہ جس نے پاکی حاصل کی اور خدا کا نام یاد کیا پس نماز پڑھی۔"

نماز معاشرہ کو تمام برائیوں سے پاک کرنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔

ترجمہ: "یقیناً نماز فحش اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔"

نماز نصرت وتائید الٰہی حاصل کرنے کا یقینی نسخہ ہے۔

ترجمہ: "صبر اور نماز سے مدد لو۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کے لئے نماز ہی کو پسند فرمایا ہے۔

ترجمہ: "میں ہی اللہ ہوں' میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے پس تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔" (طٰہٰ:۱۴)

نماز کی نگہداشت اور حفاظت کی خاص تاکید کی گئی ہے۔

ترجمہ: "اپنی نمازوں کی نگہداشت رکھو خصوصاً ایسی نماز کہ جو محاسن نماز کی جامع ہو اور اللہ کے سامنے اس طرح کھڑے ہو جیسے فرمانبردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔" (البقرہ:۲۳۸)

نماز باعث عزت وعظمت اور مقام محمود پر پہنچانے والی ہے۔

ترجمہ: "نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور صبح کے وقت قرآن پڑھنے کا بھی التزام کرو' کیونکہ صبح کے وقت قرآن کی تلاوت پر فرشتے گواہ ہوتے ہیں۔" (بنی اسرائیل:۷۸)

نماز اتحاد واجتماعیت کا درس ہے۔

ترجمہ: "نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔" (البقرہ:۴۳)

نماز مسلمان کی پہچان ہے۔

ترجمہ: "اور وہ اپنی نماز کی نگہداشت کرتے ہیں۔" (الانعام:۹۲)

ترجمہ: "یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی نماز ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔" (المعارج:۲۳)

نماز کو عام کرنے اپنے اہل وعیال کو نماز قائم کرنے کا اور حکم دینے اور ہر حال میں نماز پر جمے رہنے کی

باقی صفحہ ۲۱ پر

مثیلِ مسیح یا مسیح موعود

مرزا غلام احمد کی تصویر کے دو رخ

مولانا تاج محمد صاحبؒ

☆......''یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے...... میں اسی الہام کی بنا پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔''

(تبلیغ رسالت جلد اول اشتہار ۱۱/فروری ۱۸۹۱ء)

☆......''مجھے مسیح ابن مریم'' ہونے کا دعویٰ نہیں' اور نہ میں تناسخ کا قائل ہوں' بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے' جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے' ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔''

(تبلیغ رسالت جلد ۲ ص ۲۱)

☆......''اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکسار اور توکل و ایثار اور آیات و انوار کی رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے۔ اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بحدے اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸)

☆......''مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں۔''

(تبلیغ رسالت جلد اول ص ۱۵)

☆......''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے' جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں' یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو' میں نے ہرگز یہ دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں' جو شخص میرے پر یہ الزام لگادے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰)

☆......''اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثیل بھی نبی ہونا چاہئے کیونکہ مسیح نبی تھا' تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید و مولا نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ: وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت قرآنی کا پابند ہوگا' اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا۔''

(توضیح مرام ص ۱۹)

☆......''مجھے اس خدا کی قسم جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے' اس نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔'' (تبلیغ رسالت جلد ۱۰ ص ۱۷)

☆......''مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعویٰ مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے۔''

(کشتی نوح ص ۴۷)

☆......''اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں' میری نسبت کہا

گیا کہ ہم اس کو نشان بنا دیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو آنے والا تھا جس میں لوگ شک کرتے ہیں' یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔" (کشتی نوح ص ۴۸)

☆...... "اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم لکھا' پھر جیسا براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت میں' میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا' پھر مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارے کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا' پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا' اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی۔" (کشتی نوح ص ۴۶)

☆...... "یقینا سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی پیدائش کا موجب ٹھہرتا' تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کے کنایہ میں لیا' اور اپنے بندے کا نام ابن مریم لکھا...... پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا' کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۵۹)

☆...... "اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو "مسلم" کی حدیث میں وارد ہے یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید مشرقی کے پاس اتریں گے' یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے...... واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرما دیا ہے کہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے۔

(حاشیہ ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۷۳)

نوٹ: مرزا صاحب کا یہ فقرہ کہ: "محقق لوگوں کو پریشان کرتا چلا آیا ہے" غلط ہے' دمشق کے لفظ پر مرزا صاحب سے پہلے کسی صاحب علم کو حیرانی پیش نہیں آئی' علم حدیث کے جتنے شارحین گزرے ہیں' ان میں سے کسی کے کلام میں بھی حیرانی کا کوئی اثر پایا نہیں جاتا' البتہ مرزا صاحب کو ضرور یہ پریشانی لاحق رہی ہوگی کہ حدیث میں ایک [illegible] مقام کی تصریح [illegible] کے باوجود وہ [illegible] موعود بنیں:

بقیہ نماز کی اہمیت

تلقین و تاکید کی گئی ہے۔

ترجمہ: "اور اپنے گھروں پر نماز کی تاکید رکھو اور خود بھی اس کے اوپر جمے (پابند) رہو نماز پڑھنے والے ہی نصیحت قبول کرنے کی خاصیت رکھتے ہیں۔"

(طہٰ: ۱۳۲)

نماز سے غفلت اپنی تباہی کو دعوت دینا ہے۔

ترجمہ: "تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لئے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں۔"

نماز سے لاپرواہی ابدی نقصان کا باعث ہے

ترجمہ: "ہر شخص اپنے کئے کے بدلے رہن ہے دائیں بازو والوں کے سوا جو جنتوں میں ہوں گے وہ مجرموں سے پوچھیں گے تمہیں کیا چیز دوزخ میں لے گئی وہ کہیں گے ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔"

نماز سے روگردانی متکبر کی نشانی ہے۔

ترجمہ: "مگر اس نے نہ سچ مانا اور نہ نماز پڑھی بلکہ جھٹلایا اور پلٹ گیا پھر اکڑتا ہوا اپنے گھر والوں کی طرف چل دیا۔"

نماز اسلام کا ایسا فریضہ ہے کہ قرآن حکیم میں سو سے بھی زیادہ مرتبہ اس کی تعریف اور بجا آوری کا حکم اور اس کی تعلیم و تلقین و تاکید کی گئی' یہ وہ فرض ہے جو دین اسلام کے ساتھ ساتھ پیدا ہوا اور اس کی تکمیل اس شبستان قدس میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور اس کا عمداً ترک کفر کی نشانی ہے' اس لئے ہر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ وہ اس اہم اور بنیادی عبادت کی بجا آوری کا پورا پورا اہتمام کرے تعلیمات اسلامی کے مطابق نماز سیکھی جائے خود پڑھی جائے اور اپنے جملہ متعلقین کو اس کی پابندی کی تلقین کی جائے۔

☆☆..................☆☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت معاذ بن جبلؓ کو نصیحانہ کلمات

صاحبزادہ حافظ محمد سعید لدھیانوی

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا انتخاب خود اللہ تعالیٰ نے کیا۔ صحابہ کرامؓ وہ نفوس قدسیہ ہیں جن کو سرکار دو عالم فخر رسل' سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت وصحبت نصیب ہوئی' اس رفاقت اور صحبت کی بدولت یہ حضرات انبیا کرام علیہم السلام کے سوا ساری مخلوق سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ صحابہ کرام کی جماعت ہی وہ مقدس گروہ ہے جن کے ذریعہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بعد کی امت تک پہنچا' حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام قرآن کریم اور احکامات الٰہیہ انہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سپرد فرما کر اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ ان حضرات کے فضائل ومناقب قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں بکثرت موجود ہیں۔ انہی کے زمانے کو خیرالقرون کا زمانہ اور انہی کے راستے کو صراط مستقیم فرمایا گیا ہے۔ ان کی خوش بختی تھی کہ ان کے درمیان بذات خود امام الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کے ایمان کی گواہی خود دی اور انہیں کے ایمان کو معیار حق قرار دیا' فرمایا کہ آمنوا کما آمن الناس۔ ایمان کی دولت ان کے نزدیک دنیا کی ہر چیز سے زیادہ عزیز تھی' اللہ تعالیٰ نے کفر' نفاق اور گناہوں کی نفرت ان کے دلوں میں پیدا فرما دی تھی اور اللہ کے فضل وانعام کی ان پر خاص بارش تھی۔

انہی حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے ایک جلیل القدر شخصیت حضرت معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم وتربیت سے علوم نبوت کے ماہر اور مسائل شرعیہ سے خوب واقف تھے' قرآن کریم کے حافظ اور محبوب بارگاہ رسالت تھے۔ آپ نے غزوۂ بدر اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک ہو کر میدان جہاد میں حصہ لیا۔

حضرت معاذؓ کو جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو یمن والوں کو لکھا کہ میں نے تمہارے لئے اپنا بہترین آدمی بھیجا ہے' حضرت معاذؓ جب یمن جانے لگے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بطور خاص نصیحت فرمائی کہ: ''اخلاص کا خاص خیال رکھنا کیونکہ اخلاص کے ساتھ کیا ہوا معمولی عمل بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مقدس میں ہی انہیں قوم کا امام بنا دیا تھا اور ان کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''معاذ قیامت کے دن تمام علما سے آگے ہوں گے۔'' حضرت ابوذر غفاریؓ کی طرح حدیث بیان فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''میرے خلیل'' کہہ کر خطاب کرتے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کو اپنا خاص رفیق ومددگار جانتے' حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ احادیث میں سے چند یہ ہیں:

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ: ''اے اللہ کے رسول! ایمان کا سب سے افضل رکن کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم صرف اللہ ہی کے لئے محبت کرو اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے دشمنی رکھو' اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے استعمال کرو' حضرت معاذؓ نے عرض کیا کہ: اس کے بعد کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو۔''

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھے دس باتوں کی نصیحت فرمائی:

''١:.....اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اگرچہ تم کو قتل کر دیا جائے۔

٢:.....اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کرو اگرچہ وہ تم کو حکم دیں کہ اپنے اہل وعیال اور مال ومنال چھوڑ کے نکل جاؤ۔

٣:.....کبھی ایک فرض نماز بھی قصداً نہ چھوڑو کیونکہ جس نے ایک فرض نماز قصداً چھوڑ دی اس کے لئے اللہ کا عہد اور ذمہ نہیں رہا۔

٤:.....ہرگز کبھی شراب نہ پیو کیونکہ

شراب نوشی سارے فواحش کی جڑ اور بنیاد ہے (اسی لئے اس کو ام الخبائث کہا گیا ہے)

۵:...... ہر گناہ سے بچو کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ نازل ہوتا ہے'

۶:...... جہاد کے معرکے سے پیٹھ پھیر کر نہ بھاگو اگرچہ کشتوں کے پشتے لگ رہے ہوں'

۷:...... اور جب تم کسی جگہ لوگوں کے ساتھ رہتے ہو اور وہاں کسی وبائی مرض کی وجہ سے موت کا بازار گرم ہو جائے تو تم وہیں جمے رہو (جان بچانے کے خیال سے وہاں سے مت بھاگو)'

۸:...... اور اپنے اہل و عیال پر اپنی استطاعت اور حیثیت کے مطابق خرچ کرو (نہ بخل سے کام لو کہ پیسہ پاس ہوتے ہوئے ان کو تکلیف ہو اور نہ خرچ کرنے میں اپنی حیثیت سے آگے بڑھو)'

۹:...... اور ادب دینے کے لئے ان پر (حسب ضرورت و موقع) سختی بھی کیا کرو'

۱۰:...... اور ان کو اللہ سے ڈرایا بھی کرو' (مشکوٰۃ' معارف الحدیث)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور امیر وقت کا حکم سننے اور اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں' اگرچہ وہ حاکم غلام و حبشی کیوں نہ ہوں' تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا' عنقریب وہ اختلاف کثیر کو دیکھے گا' پس ایسے وقت تم لوگ میرے رشد و ہدایت یافتہ خلفائے کرام کے طریقے کو لازم پکڑنا اور ان کے طریقہ کو خوب مضبوط بلکہ دانتوں سے پکڑنا' بدعات سے بچتے رہنا کیونکہ ہر جدید امر دین میں کم یا زیادہ کرنا جس کی کوئی سند شرعی نہ ہو بدعت دین ہے' اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (مشکوٰۃ' معارف الحدیث)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسا عمل بتا دیجئے کہ جس کی وجہ سے میں سیدھا جنت میں پہنچ جاؤں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم نے بہت بڑی بات پوچھی ہے لیکن (بڑی اور بھاری ہونے کے باوجود) وہ اس بندے کے لئے آسان ہے' جس کے لئے اللہ تعالیٰ اس کو آسان کر دے (اور توفیق دے) لو سنو! سب سے مقدم بات تو یہ ہے کہ دین کے ان بنیادی مطالبوں کو فکر اور اہتمام سے ادا کرو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو' اور اچھے طریقے اور دل کی توجہ کے ساتھ نماز ادا کیا کرو' اور زکوٰۃ دیا کرو' اور رمضان المبارک کے روزے رکھا کرو' اور بیت اللہ کا حج کرو' پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں خیر کے دروازے بھی بتادوں؟ (گویا جو کچھ آپ نے بتلایا یہ تو اسلام کے ارکان اور فرائض تھے اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم چاہو تو تمہیں خیر کے اور دروازے بتلاؤں غالباً اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد نفل عبادات تھیں) چنانچہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طلب دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ روزہ (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے بچانے والی) سپر اور ڈھال ہے' اور صدقہ گناہ کو (اور گناہ سے پیدا ہونے والی آگ یعنی دوزخ کی آگ کو) اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے' اور رات کے درمیانی حصے کی نماز (یعنی تہجد کی نماز کا بھی یہی حال ہے اور ابواب خیر میں اس کا خاص الخاص مقام ہے) اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد اور صدقہ کی فضیلت کے سلسلہ میں سورۂ سجدہ کی یہ آیت پڑھی:

"شب کو ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں (نماز یا دیگر اذکار کے لئے) اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو (ثواب کی) امید اور (عذاب کے) خوف سے پکارتے ہیں' اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں' سو کسی کو خبر نہیں کہ کیا کیا آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے' یہ ان کو ان کے اعمال (نیک) کا صلہ ملا ہے۔" (السجدہ:۱۶'۱۷)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں معاملہ کا (یعنی دین کا) سر اور اس کا عمود یعنی ستون اور اس کی بلند چوٹی بتادوں؟ (معاذ کہتے ہیں) میں نے عرض کیا حضرت! ضرور بتادیں' آپ نے فرمایا کہ دین کا سر اسلام (یعنی ایمان) ہے' اور اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلند چوٹی جہاد ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ چیز بھی بتادوں جس پر گویا ان سب کا دارومدار ہے؟ اور جس کے بغیر یہ سب ہیچ اور بے وزن ہیں؟ معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت! وہ چیز بھی ضرور بتلا دیجئے' پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا کہ اس کو روکو یعنی اپنی زبان قابو میں رکھو یہ چلنے میں بے باک اور بے احتیاط نہ ہو؟ معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت! ہم جو باتیں کرتے ہیں' کیا ان پر بھی ہم سے مواخذہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اے معاذ! تجھے تیری ماں نہ جنتی (عربی محاورہ کے مطابق یہاں یہ پیار کا کلمہ ہے) آدمیوں کو دوزخ میں ان کے منہ کے بل یا فرمایا کہ ان کی ناکوں کے بل (زیادہ تر) ان کی زبانوں کی بے باکانہ باتیں ہی ڈلوائیں گی۔ (معارف الحدیث)

شجر خبیثہ کی دو شاخیں

مرزائیت اور یہودیت

مفکر اسلام علامہ اقبال مرحوم نے اپنے مشہور مضمون: ''قادیانی اور جمہور مسلمین'' میں قادیانی گروہ کے متعلق لکھا ہے کہ:

''گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔ روح مسیح کا تسلسل یہودی باطنیت کا جزو ہے۔''

(حرف اقبال مرتبہ لطیف احمد خان شروانی ص۱۳۲)

یہودی لوگ خدا تعالیٰ کو جسمانی اور مجسم قرار دیگر عالم جسمانی کی طرح اس کا جزو سمجھتے ہیں۔ ان کی نظر ناقص میں سمایا ہوا ہے کہ بہت سی باتیں جو مخلوق پر جائز ہیں وہ خدا پر بھی جائز ہیں اور اس کو من کل الوجوہ منزہ خیال نہیں کرتے' اور ان کی تورات میں جو محرف اور مبدل ہے۔ خدا تعالیٰ کی نسبت کئی طور پر بے ادبیاں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً پیدائش کے باب ۳۲ میں لکھا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ یعقوبؑ سے تمام رات صبح تک کشتی لڑتا گیا' اور اس پر غالب نہ ہوا۔''

(براہین احمدیہ ص۳۸۸ حاشیہ مطبوعہ ۱۹۰۶ء)

''خداوند خدا کی نیند (۱) کیونکہ میں نے تھکی ہوئی جان کو آسودہ کیا اور ہر غمگین روح کو سیر کیا اس پر میں جاگا اور نگاہ کی اور میری نیند مجھے میٹھی ہوئی (یرمیاہ ۳۱/۲۵'۲۶)

(۲) بیدار ہو کیوں سو رہتا ہے۔ اے خداوند جاگ ہم کو ہمیشہ کے لئے ترک مت کر۔''

(زبور ۴۴/۲۳ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۲۳ء ص۲۳)

مرزائیت:

''میں نماز پڑھوں گا' اور روزہ رکھوں گا' جاگتا ہوں اور سوتا ہوں اور تیرے لئے اپنے آنے کے نور عطا کروں گا اور وہ چیز تجھے دوں گا' جو تیرے ساتھ ہمیشہ رہے گی' خدا ان کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔''

(الحکم جلد ۷ نمبر ۹ صفحہ ۱۶ کالم البشریٰ جلد دوم ص۷۹)

الفاظ: ''وجعل لک انوار القدوم

مولانا تاج محمد صاحبؒ

واعطیک ما یدوم'' صاف ظاہر کرتے ہیں کہ بقول مرزا قادیانی یہاں خدا متکلم ہے اور مرزا قادیانی مخاطب ہیں' پس الفاظ سہر و انام خدا کے متعلق ہیں۔

یہودیت:

''اور بہتیرے تو کہنے لگے کہ یسوع میں بدروح ہے اور دیوانہ ہے۔'' (انجیل ۱۰/۲۰ اخبار فاروق قادیان ۱۲/اگست ۱۹۳۲ء ص۱۰)

مرزائیت:

''ایک مرتبہ یسوع کے چاروں حقیقی بھائیوں نے اس وقت کی گورنمنٹ میں درخواست بھی دی تھی کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے۔ اس کا کوئی بندوبست کیا جاوے۔ یعنے عدالت کے جیل خانہ میں داخل کیا جاوے تاکہ وہاں کے دستور کے موافق اس کا علاج ہو تو یہ درخواست بھی اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری کے دیوانہ ہو گیا تھا۔''

(ست بچن مصنفہ مرزا غلام احمد ص ۱۷۱ حاشیہ)

یہودیت:

''حسب بیان یہود مسیح سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا۔''

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۹ نمبر ۳ ص۲۹)

مرزائیت:

''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶ حاشیہ مصنفہ مرزا غلام احمد)

یہودیت:

''اور بموجب بیان یہودیوں کے اس سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ محض مکر اور فریب تھا۔'' (چشمہ مسیحی ص۵ مصنفہ مرزا غلام احمد)

مرزائیت:

''اور آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہ تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ مصنف غلام احمد)

یہودیت:

"یہودیوں نے اسے مے خوار اور شرابی کہا۔" (ریویو آف ریلیجنز جلد ا نمبر ۸ ص ۳۰۸)

مرزائیت:

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔"

(کشتی نوح ص ۶۵ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد)

"یحییٰ جو نشہ نہیں پیتے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھی۔ مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی۔"

(بدر قادیان ۷/ نومبر ۱۹۰۲ء ص ۱۰)

قارئین کرام! نوٹ فرمالیں کہ انجیل متی، مرقس، لوقا، یوحنا میں کہیں نہیں لکھا کہ یسوع مسیح شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے (انجیل متی باب ۲۶ درس ۲۹ انگلش ایڈیشن) میں انگریزی میں لفظ (Vine) ہے۔ جس کے معنی انگور کے ہیں اس جگہ لفظ (Wine) نہیں ہے۔

یہودیت:

"یہودی اپنی تاریخ کی رو سے بالاتفاق یہی مانتے ہیں کہ موسیٰ سے چودھویں صدی کے سر پر عیسیٰ ظاہر ہوا۔"

(کشتی نوح ص ۱۳ مصنف غلام احمد)

"یہودیوں کی تاریخ سے بالاتفاق ثابت ہے کہ یسوع یعنی حضرت عیسیٰ و موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا تھا اور یہی قول صحیح ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۷)

مرزائیت:

"تیسری مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے میری یہ ہے کہ وہ ظاہر نہیں ہوئے، جب تک کہ حضرت موسیٰ کی وفات پر چودھویں صدی کا ظہور نہیں ہوا اور ایسا ہی میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت سے چودھویں صدی کے سر پر مبعوث ہوا ہوں۔"

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۱۵ حاشیہ مصنف غلام احمد)

یہودیت:

"یہود کی تاریخی روایت ہے کہ حضرت مسیح نے ایک استاد سے سبقاً سبقاً توراۃ پڑھی تھی۔" (ضمیمہ تجلیات ربانیہ ص ۱۲)

مرزائیت:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا استاد ایک یہودی تھا جس سے انہوں نے ساری بائبل پڑھی اور لکھنا بھی سیکھا۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۰)

"یہ ثابت شدہ امر ہے کہ حضرت مسیح نے ایک یہودی استاد سے سبقاً سبقاً توراۃ پڑھی تھی اور طالمود کو بھی پڑھا تھا۔"

(نزول المسیح ص ۹۰ مصنف مرزا غلام احمد)

یہودیت:

"یہود و نصاریٰ زبردست قومیں اس بات پر متفق ہیں کہ خود مسیح ابن مریم کو ہی صلیب پر لٹکایا گیا۔"

(عسل مصفی حصہ اول ص ۴۷۹)

"یہودی اور عیسائی دونوں اس بات کے قائل ہیں کہ مسیح صلیب پر دیا گیا۔" (بدر ۲/ جون ۱۹۰۸ء ص ۷)

مرزائیت:

"حضرت مسیح علیہ السلام ہی پکڑے گئے اور وہی مصلوب ہوئے مگر صلیب کی پوری شرائط ان پر نافذ نہیں ہوئیں۔"

(عسل مصفی ص ۴۷۹ حصہ اول)

"مسیح پر جو یہ مصیبت آئی کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا اور کیلیں اس کے اعضاء میں ٹھوکی گئیں جن سے وہ غش کی حالت میں ہوگیا، یہ مصیبت درحقیقت موت سے کچھ کم نہ تھی۔"

(ازالہ اوہام ص ۳۹۲ مصنفہ مرزا غلام احمد)

یہودیت:

"یہودی فاضل جو اب تک موجود ہیں، بمبئی اور کلکتہ میں بھی پائے جاتے ہیں۔ عیسائیوں کے اس قول پر کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر چلے گئے ہیں، بڑا ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۷۰ مصنفہ مرزا غلام احمد)

"مگر اب تو یہودیوں اور تمام عقلمندوں کے نزدیک مسیح کا آسمان پر جانا محض ایک فسانہ اور گپ ہے۔"

(چشمہ مسیحی ص ۸ مصنفہ مرزا احمد)

مرزائیت:

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے۔"

(مسیح ہندوستان میں ص ۱۲ مصنفہ مرزا غلام احمد)

یہودی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمانی کے منکر ہیں۔ مرزائی بھی منکر یہودی فاضلوں کی طرح مرزائی فاضل بھی اپنے مخالفوں کے اس قول پر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر چلے گئے بڑا ٹھٹھا اور ہنسی کرتے ہیں۔

☆☆..............☆☆

اخبارِ ختمِ نبوت

عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مسلمان ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں

کوئٹہ (نمائندہ خصوصی) عقیدۂ ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مسلمان ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں' دین اسلام کی سربلندی کے لئے قید و بند کی صعوبتیں علمائے حق کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکیں گی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوئٹہ کے زیر اہتمام ممتاز علمائے کرام کے اعزاز میں دیئے گئے ایک استقبالیہ سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالواحد خطیب جامع مسجد قندھاری' مولانا نور محمد' سابق وزیر بلدیات' مولانا عبدالقادر لونی' مولانا عبدالحق بلوچ سابق ایم این اے مولانا راشد گنگوہی' مولانا عبداللہ عربی' مولانا انوار الحق حقانی' مولانا عبداللہ منیر' مولانا عبدالرحیم رحیمی اور دیگر علمائے کرام نے کہا کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مسلمانوں نے ہر دور میں قربانیاں دی ہیں اور تا قیامت دیتے رہیں گے۔ علمائے کرام نے کہا کہ قید و بند کی صعوبتیں ہماری راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتیں' ہمارے اکابر نے دین اسلام کی سربلندی کے لئے ہمارے اندر قربانی کا وہ جذبہ پیدا کر دیا ہے جسے دنیا کی کوئی طاقت ختم نہیں کر سکتی۔ علمائے کرام نے اتحاد امت کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ اس وقت عالم اسلام متحد ہو کر ہی دین دشمن عناصر کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس موقع پر عبدالعزیز خلجی ایڈووکیٹ' عبدالناصر کاسی ایڈووکیٹ اور محمد باقر ایڈووکیٹ بھی موجود تھے انہوں نے علمائے کرام کو اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا۔ استقبالیہ میں بڑی تعداد میں علمائے کرام' معززین شہر' وکلا اور تاجر برادری سے تعلق رکھنے والے حضرات نے شرکت کی۔ تقریب مولانا عبدالواحد کی دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

قادیانیت کے خلاف آئینی ترامیم کو ختم کرنے کی قرارداد' پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت ہے

لاہور (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور کے رہنماؤں الحاج بلند اختر نظامی' مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی' سید ضیاء الحسن' قاری محمد زبیر' حاجی طارق سعید خان' مولانا عزیز الرحمٰن ثانی اور مولانا محبوب الحسن نے ایک بیان میں مسئلہ قادیانیت سے متعلق امریکی ایوان نمائندگان کی قرارداد کو پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم کے پس منظر میں ایک سو سال سے زائد عرصہ کی قربانیاں' تحریکیں اور امت مسلمہ کی متفقہ جدوجہد ہے جبکہ گستاخ رسول کی سزا کے قانون کی بھی ایک مستقل تاریخ ہے آجکل قادیانیوں کی سرگرمیوں میں تکلیف دہ حد تک اضافہ ہو رہا ہے' حکومت کو قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم اور عدالتی فیصلوں کی روشنی میں قادیانیوں کو آئین و قانون کا پابند بنانا چاہئے۔

مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی کا تبلیغی دورہ ساہیوال

ساہیوال (رپورٹ: مولانا عبدالحکیم نعمانی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی دو روزہ دورہ پر ۱۵/ فروری کو ساہیوال تشریف لائے' انہوں نے اپنے دورہ کا آغاز' چیچہ وطنی میں خطبہ جمعہ سے کیا جو انہوں نے بلاک نمبر ۱۲ کی جامع مسجد میں دیا۔ انہوں نے جمعۃ المبارک کے عظیم الشان اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی لابی اپنے آقاؤں کے بل بوتے پر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم' جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ' کو ختم کرانے کی سازش میں مصروف ہے' مسلمانان پاکستان ناموس رسالت کے تحفظ اور عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ تو پیش کر دیں گے لیکن عقیدۂ ختم نبوت پر کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے بعد ازاں انہوں نے چک نمبر ۱۱۱۲ ایل آر میں مولانا قاضی اللہ یار خانؒ کے صاحبزادگان و پسماندگان قاضی انوار الحق' قاضی احتشاق الحق اور قاضی شبیر احمد سے ملاقات کی اور قاضی صاحبؒ کی وفات پر ان سے تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کے ترقی درجات اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی' اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ساہیوال کے مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی بھی ان کے ساتھ تھے۔ مولانا شجاع آبادی نے ۱۶/ فروری کو بعد نماز فجر جامع مسجد محمدیہ چک نمبر ۸۵ کوٹ خادم علی شاہ میں درس دیا۔ مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکن محمد اسلام بھٹی کی والدہ محترمہ کی وفات پر ان سے تعزیت کی جبکہ جامعہ رشیدیہ ساہیوال کے ناظم قاری عبدالہادیؒ کی وفات پر جامعہ رشیدیہ کے مہتمم مولانا عبداللہ' ناظم اعلیٰ مولانا کلیم اللہ رشیدی' قاری سعید احمد رشیدی' قاری محب اللہ رشیدی اور حافظ محمد طیب سے تعزیت کی۔

صلی اللہ علیہ وسلم

سید سلمان گیلانی

دل مضطرب ہو جب تو نبی پر درود پڑھ
راحت کا ہے سبب، تو نبی پر درود پڑھ

لیتے ہیں بوسہ نام محمدؐ کا خود ہی دیکھ
آپس میں مل کے لب، تو نبی پر درود پڑھ

جنت کرے گی تیری طلب میری بات مان
جنت کی ہو طلب تو نبی پر درود پڑھ

روضے پہ حاضری کی تمنا ہے گر تجھے
اے دوست روز و شب تو نبی پر درود پڑھ

اس کے طفیل بارگہ قدس میں قبول
ہوں گی دعائیں سب، تو نبی پر درود پڑھ

اللہ نے کتاب مبیں میں انہیں دیئے
کیا کیا حسیں لقب، تو نبی پر درود پڑھ

فرمایا خود نبیؐ نے کہ قبروں میں انبیاؑ
زندہ ہیں سب کے سب، تو نبی پر درود پڑھ

سنتے بھی ہیں سلام، وہ دیتے بھی ہیں جواب
پر شرط ہے ادب، تو نبی پر درود پڑھ

ہم جیسی ان کی زیست نہ ہم جیسی ان کی موت
ان کے عجب ہیں ڈھب، تو نبی پر درود پڑھ

تجھ کو خبر نہیں کہ ہے واللہ کس قدر
یہ امر مستحب، تو نبی پر درود پڑھ

کرلی خدا کی حمد، قیام و سجود میں
دو زانو بیٹھ، اب تو نبی پر درود پڑھ

کچھ کرکے روز مرہ کے اوقات کار میں
لمحات منتخب، تو نبی پر درود پڑھ

سب ہیچ اس کے سامنے دنیا کی لذتیں
لذت ہے یہ عجب، تو نبی پر درود پڑھ

اصحاب و اہل بیت نبی پر سلام بھیج
ان سے جدا ہیں کب، تو نبی پر درود پڑھ

اے دوست چاہتا ہے تو سلمان کی خوشی
خوش رکھے تجھ کو رب تو نبی پر درود پڑھ

REGD NO. SS-160

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخرینؐ، سیرت الصحابہؓ دینی و اصلاحی مضامین شائع کئے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی
سے شائع ہوتا ہے

الحمد للہ

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین، ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب، نائجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے ـــ بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

انشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے